بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
(۱) عوام سے [illegible] خواص سے [illegible]
ہندوستان سے باہر [illegible]
غیر مذاہب وغیر مستطیع احباب سے [illegible]

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہفتہ میں شایع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بیا در قادیاں بینی! دوا بینی شفا بینی! غرض دار الاماں بینی

جلد ۱۷ | ۱۴ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۸ ربیع الاول ۵ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام | نمبر ۹ و ۱۰

Digitized by Khilafat Library

حضرت امیر المومنین کا اس سال کے سالانہ

اجتماع پر خطبۃ الوداع

سالانہ جلسہ کی تقریب پر حضرت امیر المومنین جمعہ کے خطبہ میں اپنے خدام کو ایک وداعی ہدایت نامہ دیا کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اکثر احباب رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے اس خطبہ کو خطبۃ الوداع کہا ہے یوں تو حضرت امیر المومنین کا یہ عام دستور ہے کہ وہ ہر [illegible] ہیں اور پھر ہر جمعہ میں موجودہ ضروریات اور اصلاح طلب امور پر ہدایتیں دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح پر خطبہ کی حقیقت اور غرض پر صرف یہاں عمل ہوتا ہے لیکن سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کا یہ دستور ہے کہ ان ضرورتوں پر جو قوم کو اپنی ذاتی اصلاح اندرونی غلطیوں کو دور کرنے تبلیغ سلسلہ اور نظام سلسلہ کے قیام و بقا کے متعلق ہوں۔ چونکہ قریبًا کل قوم یا اُس کے قایم مقام موجود ہوتے ہیں اسلئے اپنے مقاصد اور منشاء کو خوب کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ امسال ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کو آپ نے مسجد النور میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا اور گویا اپنی قوم کو جو ہدایت نامہ دیا۔ وہ نہایت غور و فکر اور [illegible] پر عمل کے قابل ہے۔ یہ خطبے معمولی خطبوں کی طرح نہیں ہوتے جو مسجدوں میں ملّاں پڑھ دیتے ہیں بلکہ جیسے دنیا شاہی سپیچوں کی منتظر ہوتی ہے اور تخت کی طرف سے جو تقریر پڑھی جاتی ہے۔ وہ سلطنت کیلئے اسکی آیندہ اغراض و مقاصد کی توضیح اور اہم امور پیش یا افتادہ کے متعلق فیصلہ کن امر ہوتا ہے۔ اسی طرح پر سالانہ اجتماع کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کی تقریریں اور جمعہ کا رخصتی خطبہ نہایت ہی قابل غور ہوتا ہے اور وہ خیر الکلام ما قل و دل کے ماتحت قیمتی سبق اور ہدایتیں اپنے اندر رکھا کرتا ہے اس سال جو خطبہ حضرت نے پڑھا افسوس ہے میں اس کو سننے کی سعادت حاصل نہ کر سکا تاہم اس کو قلمبند تقریر کی شکل میں میں نے پڑھا ہے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسے خوب غور سے پڑھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لیئے خدا سے توفیق چاہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب اس پر عمل کی توفیق پا سکیں آمین۔ میں نے فہم مطالب کیلئے جدا جدا عنوان قایم کر دیئے ہیں۔ [illegible] غالبًا یہ بے محل نہ ہوگا اگر میں یہاں یہ بتاؤں کہ حضرت امیر المومنین نے اس خطبہ میں کن عظیم الشان امور پر قوم کو توجہ دلائی ہے۔

اول: الٰہی رخصتی دعا [illegible] قوم کو متقی بننے کی ہدایت کی۔

دوم: حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی کی تار جس سے جو مسرت آپ کو ہوئی وہ اس تعلق محبت کا اظہار کرتی ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک [illegible] سے ہے۔

سوم: امیر المومنین نے [illegible] کی اشاعت کیطرف توجہ دلائی مگر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کی خریداری اور ان کا پڑھنا کم نہ ہو کیونکہ ان میں جو [illegible] سیکھا ہے۔ مگر میرے [illegible] اس بیان تک آپ نے ظاہر کیا کہ ایسا [illegible] ہے وہ [illegible] لکھی تاکہ ان کتابوں کی اشاعت [illegible] کی یہی وجہ ہے میں نے کوئی کتاب نہیں [illegible] حضرت کی کتابوں کے انتخاب [illegible] پر اثر نہ پڑے۔ وہ لوگ

چہارم: تبلیغ کی ضرورت اور اس کی [illegible] تبلیغ کر رہے ہیں غور کریں۔ [illegible] میں جذب ہونے کی بجائے ان کو [illegible] صورت پر قول فیصل دیا۔ اور

پنجم: قرآن مجید کی تعلیم کی طرف توجہ [illegible] اپنے اندر جذب کرنے کا [illegible] درس [illegible]

ششم: حضرت مسیح موعود [illegible] دلائی [illegible] تعلیم کیا۔ وہ معمولی آمد نہیں۔ [illegible] کی بعثت اور آمد کی [illegible]

ہفتم: مسجد نور کی وسعت [illegible] کا اظہار کیا کہ [illegible] القرآن کے قیام کی ہدایت کی طرف توجہ [illegible]

ہشتم: مدرسہ [illegible] کی۔ [illegible] اس میں [illegible] قوم کو غیرت دلائی ہے۔ [illegible] تعلیم الاسلام [illegible] کی طرف جماعت کی عدم توجہی [illegible] حالت کا موازنہ کر کے [illegible] اپنے آقا کی یادگار [illegible] احمدیہ [illegible] اور مدرسہ احمدیہ کی ضرورتوں اور

نہم: مخالفین [illegible] اسلام [illegible] کی قوم کے لئے قابل شرم امر ہے کہ وہ [illegible] اور ان میں سے [illegible] انکا باعث تعلیم گاہ کیطرف توجہ نہ کرے! [illegible] کا اظہار [illegible] مسلمین کے لئے انتظام اور توجہ کی ضرورت [illegible] مدرسہ احمدیہ اور دوسرے طالبعلموں کی [illegible] ایسی جمہوری [illegible]

[illegible] حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی اشاعت۔

[illegible] امور عشرہ پر حضرت نے توجہ دلائی ہے۔ امید ہے [illegible] ان پر نظر ہوگی۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پبلشر [illegible] چھپکر شایع ہوا۔

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

...یمت جو پیشگی
...لیجائیگی
...سے ۵ر خواص سے ۱۰ر
...ان سے باہر ۶ر
...ب وغیر مستطیع احباب
سے ...

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بہ قادیاں بینی! | دوا بینی شفا بینی! | غرض دار الاماں بینی

جلد ۱۷ | ۱۴ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۸ ربیع الاول (۵ ربیع الثانی) ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام | نمبر ۱۰۹

10 - A.M
6 APR 13

Digitized by Khilafat Library

حضرت امیر المومنین کا اس سال کے سالانہ

اجتماع پر خطبۃ الوداع

سالانہ جلسہ کی تقریب پر حضرت امیر المومنین جمعہ کے خطبہ میں اپنے خدام کو ایک وداعی ہدایت نامہ دیا کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اکثر احباب رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے اس خطبہ کو خطبۃ الوداع کہا ہے یوں تو حضرت امیر المومنین کا یہ عام دستور ہے کہ وہ ہر درس میں اور پھر ہر جمعہ میں موجودہ ضروریات اور اصلاح طلب امور پر ہدایتیں دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہر خطبہ کی حقیقت اور غرض پر صرف یہاں عمل ہوتا ہے۔ لیکن سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کا یہ دستور ہے کہ ان ضرورتوں پر جو قوم کی اپنی ذاتی اصلاح اندرونی غلطیوں کو دور کرنے تبلیغ سلسلہ اور نظام سلسلہ کے قیام و بقا کے متعلق ہوں۔ چونکہ قریباً کل قوم یا اس کے قایم مقام موجود ہوتے ہیں اسلئے اپنے مقاصد اور منشاء کو خوب کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ امسال ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کو آپ نے مسجد النور میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا اور گویا اپنی قوم کو جو ہدایت نامہ دیا۔ وہ نہایت غور و فکر اور پھر عمل کے قابل ہے۔ یہ خطبے معمولی خطبوں کی طرح نہیں ہوتے جو مسجدوں میں ملاں پڑھ دیتے ہیں بلکہ جیسے دنیا شاہی سپیچوں کی منتظر ہوتی ہے اور تخت کی طرف سے جو تقریر پڑھی جاتی ہے۔ وہ سلطنت کیلئے اسکی آیندہ اغراض و مقاصد کی توضیح اور اہم امور پیش یا افتادہ کے متعلق فیصلہ کن امر ہوتا ہے۔ اس طرح ہر سالانہ اجتماع کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کی تقریریں اور جمعہ کا رخصتی خطبہ نہایت ہی قابل غور ہوتا ہے اور وہ خیر الکلام ما قل و دل کے ماتحت قیمتی سبق اور ہدایتیں اپنے اندر رکھا کرتا ہے اس سال جو خطبہ حضرت نے پڑھا افسوس ہے میں اس کو سننے کی سعادت حاصل نہ کر سکا تاہم اس کو قلمبند تقریر کی شکل میں میں نے پڑھا ہے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسے خوب غور سے پڑھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے خدا سے توفیق چاہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب اس پر عمل کی توفیق پاسکیں آمین۔ میں نے فہم مطالب کیلئے جدا جدا عنوان قایم کر دیئے ہیں۔ فافہم و تدبر غالباً یہ بے محل نہ ہوگا اگر میں یہاں یہ بتاؤں کہ حضرت امیر المومنین نے اس خطبہ میں کن عظیم الشان امور پر قوم کو توجہ دلائی ہے:۔

اول:۔ اپنی رخصتی دعا میں قوم کو متقی بننے کی ہدایت کی۔

دوئم حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی کی تقریب سے جو مسرت آپ کو ہوئی وہ اس تعلق محبت کا اظہار کرتی ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک اولاد سے ہے۔

سوئم امیر المومنین نے ٹریکٹوں کی اشاعت کیطرف توجہ دلائی مگر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کی خریداری اور ان کا یہ منشا نہ ہو کیونکہ ان میں جو ذخیرہ ہے وہ دوسروں میں نہیں اس میں یہاں تک آپ نے ظاہر کیا کہ اسی وجہ سے میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی تاکہ ان کتابوں کی اشاعت پر اثر نہ پڑے۔ وہ لوگ جو حضرت کی کتابوں کے انتخاب شایع کر رہے ہیں غور کریں۔

چہارم۔ تبلیغ کی ضرورت اور اس کی صورت پر قول فیصل دیا۔ اور دوسروں میں جذب ہونے کی بجائے ان کو اپنے اندر جذب کرنے کا اصل تعلیم کیا۔

پنجم قرآن مجید کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔

ششم: حضرت مسیح موعود کی بعثت اور آپ کی شان کا اظہار کیا کہ وہ معمولی آمد نہیں۔

ہفتم۔ مسجد نور کی وسعت کی طرف توجہ کرو۔ اس میں مدرسۃ القرآن کے قیام کی ہدایت کی۔

ہشتم۔ مدرسہ احمدیہ کی طرف جماعت کی عدم توجہی پر قوم کو غیرت دلائی ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کی ضرورتوں اور حالت کا موازنہ کر کے بتایا۔ احمدیوں کی قوم کے لئے قابل شرم امر ہے کہ وہ اپنے آقا کی یادگار اور قیام اسلام کا باعث تعلیم گاہ کیطرف توجہ نہ کرے!

نہم:۔ مختلف قسم کے طالبعلموں کے لئے انتظام اور توجہ کی ضرورت اور ان میں سے صرف مدرسہ احمدیہ اور دوسرے طالبعلموں کی کسمپرسی کا اظہار۔

دہم حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی اشاعت۔

ان امور عشرہ پر حضرت نے توجہ دلائی ہے امید ہے خطبہ میں خصوصیت سے ان پر نظر ہوگی۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پبلشر و ایڈیٹر و پرنٹر چھپکر شایع ہوا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نحمدہٗ ونصلی

خطبہ جمعہ

(۲۷- دسمبر ۱۲ء)

"جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایام جلسہ کے جمعہ میں مسجد نور میں دیا"

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اما بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

بہت سے ہمارے دوست آج غالباً رخصت ہوں گے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار ہوگا جو ہم آئندہ سال ملیں گے اب کے تیسرا برس ہے میں اپنے حالات کو نگاہ کرتا ہوں۔ ہمیشہ رات کو یقین نہیں ہوتا۔ کہ صبح کو اٹھوں گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تم ہم اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اس لئے تم سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں۔ اور سب کے لئے جو رخصت ہوں گے دعا کرتا ہوں۔

احباب کے لئے رخصتی دُعاء

استودع اللہ دینکم [illegible] وخواتیم ع[illegible] زودکم اللہ التقویٰ وغفر [illegible] معکم اینما کنتم و [illegible] سعیکم واللہ [illegible] المتقون۔ ان اللہ مع [illegible] وصیکم بتقوی وقد فاز [illegible] محسنون۔ اس دعا کا مطلب الذین اتقوا والذین ہم [illegible] کے سپرد کرتا ہوں وہ اپنی [illegible] ہے کہ تمہارے دین کو اللہ تعا[illegible] تمہارے دین کو ایمان کو تمہارے [illegible] کو ضایع نہیں کرتا۔ تمہا[illegible] کرتا ہوں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ [illegible] امانتوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا [illegible] تقویٰ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خاتمہ کو سب [illegible] زودکم اللہ الدنیا [illegible] گا۔ متقی خدا تعالیٰ کا [illegible] سے دعا کرتا ہوں [illegible] متقیوں کیساتھ رہو [illegible] خدا تعالیٰ فرماتا ہے متقی کو وعدہ کیا ہے کہ میں [illegible] کو علم دیا جاتا ہے [illegible] ہے میں تم سب کے لئے دعا کرتا [illegible] محبوب ہوتا ہے۔ متقی کو [illegible] سے نجات ملتی [illegible] کے لئے دعا کرتا ہوں رزق دوں گا۔ متقی کو ہر تنگی [illegible] پھر میں تم سب [illegible] تم جہاں جہاں رہو۔ ہوں۔ کہ تم متقی جماعت [illegible] معاف کرے [illegible] و مددگار رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں [illegible] تمہارا حامی [illegible] سمجھتا ہوں کہ ابھی تار

خوشی کا تار

اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی خبر [illegible] دسمبر کو جدہ سے پھر میں خوش [illegible] ت خوش ہوں۔ آیا ہے کہ ہمارے میاں صاحب [illegible] احب جس جہاز پر سوار ہوگئے ہیں۔ یہ مبارک خبر ہے [illegible] نصرت ان تم اس خبر سے خوش ہوگے۔ ہمارے میاں [illegible] نے [illegible] پر سوار ہوئے ہیں اس کا نام منصورہ [illegible] کے شامل حال ہو [illegible] دوسری بات یہ ہے کہ چھوٹے ٹریکٹ مجھے پسند ہیں۔ کیونکہ آدمی گھڑے گھڑے پڑھ سکتا اٹھالیتا ہے اور معلوم نہیں کہ کب کس پر اثر ہو جا[illegible] چھوٹے رسالوں کے سبب حضرت مسیح موعو[illegible] [illegible] ہے۔ میں اس قرضہ سے سبکدوش ہوں میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اگر میں کوئی کتاب لکھتا تو تم لوگ اسی کو خریدتے اور میں نے نہیں چاہا کہ اس طرح حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت پر اثر پڑے ۔

سُورَۃُ العصر

یہ سورۃ (والعصر) میں نے بارہا لوگوں کو سنائی ہے چھوٹی سے چھوٹی سورۃ جو ہر شخص کے لئے بابرکت ہو۔ خدا تعالیٰ کی کتاب میں میرے خیال میں اس کے سوا اور نہیں آئی۔ قرآن کریم کے ہر ایک فقرہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور محض فضل سے سارے جہان کی تعلیم و تربیت اور پاک تعلیم و تربیت حاصل اور ضرور حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تھے تو اس سورۃ کو پڑھ لیتے تھے ممکن ہے کہ میری آواز سب لوگوں کے کان میں نہ پہنچے۔ کیونکہ میں بیمار ہوں۔ صبح سے اب تک خطوط پڑھتا تھا تھک گیا ہوں۔ اور بوڑھا بھی ہوں۔ جو لوگ دور ہیں اور ان کے کانوں میں میری آواز نہیں پہنچ سکتی۔ ان کے کانوں میں وہ لوگ جو سنتے ہیں پہنچاویں۔ اور کوشش کریں کہ سب کے کانوں تک اس سورۃ کی آواز ضرور پہنچ جائے۔ جو سنتے ہیں وہ اس شکریہ میں دوسروں تک پہنچائیں۔ یہ بڑی مختصر سورۃ ہے پہلی بات اس سورۃ شریف میں یہ ہے کہ **والعصر** عصر ایک زمانہ کو کہتے ہیں۔ ہر آن میں پہلا زمانہ فنا اور نیا پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ا[illegible] وقت زمانہ کو فنا لگی ہوئی ہے کل کا دن ۲۶- دسمبر ۱۲ء اب کبھی نہیں آئے گا۔ ۲۷- دسمبر ۱۲ء آج کے بعد کبھی دنیا میں نہ آئے گا۔ آج کی صبح اب کبھی نہ آئے گی۔ یہ زمانہ بڑا بابرکت ہے یہ جو آریہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ زمانہ مخلوق نہیں اور جو قدیم ہے وہ فنا نہیں ہوتا والعصر کا لفظ ان کے لئے خوب رد ہے میں جس زمانہ میں بولا وہ اب چلا [illegible] ابھی گذ[illegible] اس میں آگے بولوں گا وہ ابھی پیدا ابھی نہیں ہوا۔ زمانہ کو خیر [illegible] ماننے والوں کے لئے کیسا عمدہ رد ہے۔ زمانہ کو جہاں تک لے [illegible] ایک حصہ مرتا جاتا ہے ایک حصہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اس مرنے [illegible] اور پیدا ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ ایک فایدہ عصر میں یہ ہے [illegible] کہ ہر ایک وقت جو انسان پر گذرتا ہے اس کو فنا لازم ہے۔ اسی [illegible] طرح انسان کے اجزاء پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک نئی مخلوق [illegible] بلکہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جب میں جوان تھا [illegible] تھا میرے سب بال سیاہ تھے آج کوئی بال سیاہ نہیں۔ جب ہم نئی [illegible] حالت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں [illegible] لا الٰہ الا اللہ کے معنے ہیں کہ ہر آن میں تم ہمارے محتاج ہو [illegible] اگر میرا فضل و کرم نہ ہو تو تم کچھ بھی نہیں۔ ایک بات عصر میں یہ ہے کہ [illegible] لوگ زمانہ کو برا کہتے ہیں شاعروں نے تو یہ غضب کیا کہ دنیا کا [illegible] ایک دکھ اور مصیبت زمانہ کے سر تھوپ دیا۔ خدا تعالیٰ کا نام [illegible] درمیان سے نکال دیا۔ گردش روزگار کی اس قدر شکایت کی [illegible] کہ جس کی حد نہیں گویا ان کا دار و مدار الکا نافع اور ضار سب یہی تھا [illegible] نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانہ کی شکایت نہ کرو یہ بھی [illegible] قدر چیز ہے عصر کے بعد پھر کوئی وقت نہیں ہوتا جو ہم فرض [illegible] ادا کریں۔ میرا یقین ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و[illegible] مد غرض ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ [illegible] ول جس کے جانشین ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔ اب دنیا میں نہ آئیگا عصر مراد حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں کا زمانہ ہے اب اور کے لئے زمانہ نہیں رہا۔ یہانتک کہ دنیا کا زمانہ ختم ہو۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ جس طرح زمانہ گھاٹے میں ہے۔ اسی طرح انسان + ایک شخص مجھ سے کہنے لگا کہ زمانہ قدیم ہے میں نے کہا جب تم ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفہ میں تھے۔ وہ وقت اب ہے اور جب تم مروگے وہ زمانہ اب موجود ہے کہا نہیں میں نے کہا ایک موجود ہے وہ معدوم ہے وہ موجود ہوگا انسان کا جسم ایک برف کی تجارت ہے اسی طرح زمانہ ہے

نقصان سے بچنے کا طریق!

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا گھاٹے میں تو سب ہیں۔ مگر ایک شخص مستثنےٰ ہے۔ وہ کون؟ ایماندار کہ اس کو گھاٹا نہیں۔ ایمان کیا ہے؟ غیب الغیب ذات پر ایمان رکھنا۔ اس کو مقدس سمجھنا۔ اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور یہ یقین کرنا کہ اگر ہم نافرمان ہوں تو اس پاک ذات کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ نماز پڑھنا۔ اور سنوار کر پڑھنا۔ لغو سے بچنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اپنی شرمگاہوں کو محفوظ کرنا اپنی امانتوں اور عہود کا لحاظ کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک صفات۔ افعال اسماء۔ اس کے محامد۔ اور اس کے عبادات میں کسی کو شریک نہ کرنا ملائکہ کی نیک تحریک کو ماننا۔ انبیاء کی باتوں اور کتابوں کو ماننا۔ قرآن کریم تمام انبیاء کی پاک باتوں اور کتابوں کے مجموعہ کا خلاصہ ہے **فِیْہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ**۔ قرآن کریم سب کتابوں کا محافظ ہے۔ اس میں دلایل کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ اس کتاب (قرآن کریم) کو اپنا دستور العمل بنانا۔ اسی کو پڑھنا۔ سمجھنا۔ اس پر عمل کرنا خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنا کہ اس پر خاتمہ ہو۔ جزا و سزا پر یقین کرنا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم کمالات نبوت و رسالت اور خاتم کمالات انسانیہ یقین کرنا۔ دنیا میں جس قدر ہادی ان کے بعد اور آئیں گے۔ سب انہیں کے فیض سے آئے۔ ہمارے مسیح آئے مگر غلام احمد ہو کر آئے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم !
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم !

یہ حضرت صاحب کا سچا دعویٰ ہے اور اسی پر عملدرآمد تھا ایک نکتہ بھی دین اسلام سے علیحدہ ہونا ان کو پسند نہ تھا۔

شفقۃ علیٰ خلق اللہ

تم خدا تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ اس کی مخلوق کیساتھ نیک سلوک کرو۔ مخلوق کا لفظ میں نے بولا ہے۔ تم ایسے بنو کہ درختوں پہاڑوں جانوروں سب پر تمہارے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو۔ مخلوق الٰہی پر شفقت کرو۔ انسان پر جب تباہی آتی ہے تو اسکی وجہ سے سب پر تباہی نازل ہوتی ہے

ع از زنا افتد وبا اندر جہات !

جناب الٰہی نے جس طرح حکم دیا اس پر عمل کرو۔ گھاٹ پر پاخانہ پھرنے سے درختوں کے نیچے اور رستوں پر پاخانہ پھرنے سے ہماری شریعت نے منع فرمایا ہے۔ ایمان کے ساتھ اعمال بھی نیک ہوں۔ جس میں لگاڑ ہے وہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ کام نہیں۔ پھر ان سچے علوم کو میری زبان سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلی

خطبۂ جمعہ

(۲۷- دسمبر ۱۲ء)

جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایام جلسہ کے جمعہ میں مسجد نور میں پڑھا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ - أَمَّا بَعْدُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ - وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

بہت سے ہمارے دوست آج غالباً رخصت ہوں گے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار ہو گا جو ہم آیندہ سال ملیں گے اب کے تیسرا برس ہے میں اپنے حالات کو نگاہ کرتا ہوں ہمیشہ رات کو یقین نہیں ہوتا۔ کہ صبح کو اٹھوں گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تم ہم اکٹھے ہو گئے ہیں اس لئے تم سب کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہتا ہوں۔ اور سب کے لئے جو رخصت ہوں گے دعا کرتا ہوں۔

احباب کے لئے رخصتی دُعاء

استودع اللہ دینکم و ایمانکم و خواتیم عملکم زودکم اللہ التقوی و غفر ذنوبکم و شکر سعیکم و اللہ معکم اینما کنتم و اوصیکم بتقوی وقد فاز المتقون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دین کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں وہ اپنی امانتوں کو ضایع نہیں کرتا۔ تمہارے دین کو ایمان کو تمہارے خاتمہ کو سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں زودکم اللہ التقوی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میں متقیوں کیساتھ رہوں گا۔ متقی خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ متقی کو علم دیا جاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے متقی کو رزق دوں گا متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے پس تم سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ تم متقی جماعت بنو۔ پھر میں تم سب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف کرے۔ تم جہاں جہاں رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و مددگار رہے۔

خوشی کا تار

پھر میں خوشی کی خبر سناتا ہوں کہ ابھی تار آیا ہے کہ ہمارے **میاں صاحب** ۲۵ دسمبر کو جدہ سے جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔ یہ مبارک خبر ہے میں بہت خوش ہوں۔ تم اس خبر سے خوش ہو گے۔ ہمارے میاں صاحب جس جہاز پر سوار ہوئے ہیں اس کا نام **منصورہ** ہے۔ نصرت ان کے شامل حال ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مجھے پسند ہیں۔ کیونکہ آدمی کھڑے کھڑے پڑھ سکتا اور نفع اٹھا لیتا ہے اور معلوم نہیں کہ کب کس پر اثر ہو جاوے۔ مگر چھوٹے چھوٹے رسالوں کے سبب حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی خرید کم ہو گئی ہے ان میں جو درد ہے وہ اوروں میں ملنا مشکل ہے۔ میں اس فرضہ سے سبکدوش ہوں میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اگر میں کوئی کتاب لکھتا تو تم لوگ اسی کو خریدتے اور میں نے نہیں چاہا کہ اس طرح حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت پر اثر پڑے۔

سُورۃُ العصر

یہ سورۃ (والعصر) میں نے بارہا لوگوں کو سنائی ہے چھوٹی سے چھوٹی سورۃ جو ہر شخص کے لئے بابرکت ہو۔ خدا تعالیٰ کی کتاب میں میرے خیال میں اس کے سوا اور نہیں آئی۔ قرآن کریم کے ہر ایک فقرہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور محض فضل سے سارے جہان کی تعلیم و تربیت اور پاک تعلیم و تربیت حاصل اور ضرور حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تھے تو اس سورۃ کو پڑھ لیتے تھے ممکن ہے کہ میری آواز سب لوگوں کے کان میں نہ پہونچے۔ کیونکہ میں بیمار ہوں۔ صبح سے اب تک خطوط پڑھتا تھا تھک گیا ہوں۔ اور بوڑھا بھی ہوں۔ جو لوگ دور ہیں اور ان کے کانوں میں میری آواز نہیں پہونچ سکتی۔ ان کے کانوں میں وہ لوگ جو سنتے ہیں پہونچاویں۔ اور کوشش کریں کہ سب کے کانوں تک اس سورۃ کی آواز ضرور پہونچ جائے۔ جو سنتے ہیں وہ اس شکریہ میں دوسروں تک پہونچائیں۔ یہ بڑی مختصر سورۃ ہے پہلی بات اس سورۃ شریف میں یہ ہے کہ والعصر عصر ایک زمانہ کو کہتے ہیں۔ ہر آن میں پہلا زمانہ فنا اور نیا پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ہر وقت زمانہ کو فنا لگی ہوئی ہے کل کا دن ۲۶- دسمبر ۱۲ء اب کبھی نہیں آئے گا۔ ۲۷- دسمبر ۱۲ء آج کے بعد کبھی دنیا میں نہ آئے گا۔ آج کی صبح اب کبھی نہ آئے گی۔ یہ زمانہ بڑا بابرکت ہے یہ جو آریہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ زمانہ مخلوق نہیں اور جو قدیم ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔ العصر کا لفظ ان کے لئے خوب رد ہے جس زمانہ میں بولا وہ اب چلا بھی گیا۔ اور جس میں آگے بولوں گا وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا۔ زمانہ کو غیر مخلوق ماننے والوں کے لئے کیسا عمدہ رد ہے۔ زمانہ کو جہاں تک لے جائیں ایک حصہ مرتا جاتا ہے ایک حصہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اس مرنے اور پیدا ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ ایک فایدہ عصر میں یہ ہے کہ ہر ایک وقت جو انسان پر گذرتا ہے اس کو فنا لازم ہے۔ اسی طرح انسان کے اجزا پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک نئی مخلوق بنکر انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جب میں جوان تھا میرے سب بال سیاہ تھے آج کوئی بال سیاہ نہیں۔ جب ہم نئی حالت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں لا الٰہ الا اللہ کے معنے ہیں کہ ہر آن میں تم ہمارے محتاج ہو اگر ہمارا فضل و کرم نہ ہو تو تم کچھ بھی نہیں۔ ایک بات عصر میں یہ ہے کہ لوگ زمانہ کو برا کہتے ہیں شاعروں نے تو یہ غضب کیا کہ دنیا کا ہر ایک دکھ اور مصیبت زمانہ کے سر تھوپ دیا۔ خدا تعالیٰ کا نام ہی درمیان سے نکال دیا۔ گردش روزگار کی اس قدر شکایت کی ہے کہ جسکی حد نہیں گویا ان کا دارومدار الکا نافع اور ضار سب کچھ زمانہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانہ کی شکایت نہ کرو یہ بھی قابل قدر چیز ہے عصر کے بعد پھر کوئی وقت نہیں ہوتا جو ہم فرض نماز ادا کریں۔ میرا یقین ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد غرض ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا رسول جسکے جانشین ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔ اب دنیا میں نہ آئیگا۔ عصر مراد حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانشینوں کا زمانہ ہے۔ اب اور کسی کے لئے زمانہ نہیں رہا۔ یہاں تک کہ دنیا کا زمانہ ختم ہو۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ جس طرح زمانہ گھاٹے میں ہے اسی طرح انسان۔ ایک شخص مجھ سے کہنے لگا کہ زمانہ قدیم ہے میں نے کہا جب تم ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفہ میں تھے۔ وہ وقت اب ہے اور جب تم مرو گے وہ زمانہ اب موجود ہے کہہ نہیں۔ میں نے کہا ایک موجود ہے دوسرا معدوم ہے وہ موجود ہو گا انسان کا جسم ایک برف کی تجارت ہے اسی طرح زمانہ ہے

نقصان سے بچنے کا طریق!

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا گھاٹے میں تو سب ہیں۔ مگر ایک شخص مستثنےٰ ہے۔ وہ کون؟ ایماندار کہ اس کو گھاٹا نہیں۔ ایمان کیا ہے؟ غیب الغیب ذات پر ایمان رکھنا۔ اس کو مقدس سمجھنا۔ اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور یہ یقین کرنا کہ اگر ہم نافرمان ہوں تو اس پاک ذات کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ نماز پڑھنا۔ اور سنوار کر پڑھنا۔ لغو سے بچنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اپنی شرمگاہوں کو محفوظ کرنا اپنی امانتوں اور عہد کا لحاظ کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک صفات۔ افعال اسماء۔ اس کے محامد۔ اور اس کے عبادات میں کسی کو شریک نہ کرنا ملائکہ کی نیک تحریک کو ماننا۔ انبیاء کی باتوں اور کتابوں کو ماننا۔ قرآن کریم تمام انبیاء کی پاک باتوں اور کتابوں کے مجموعہ کا خلاصہ ہے فیہا کتب قیمۃ۔ قرآن کریم سب کتابوں کا [illegible]۔ اس میں دلایل کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ اس کتاب قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانا۔ اس کو پڑھنا۔ سمجھنا۔ اس پر عمل کرنا خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنا کہ اس پر خاتمہ ہو۔ جزا و سزا پر یقین کرنا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم کمالات نبوت و رسالت اور خاتم کمالات انسانیہ یقین کرنا۔ دنیا میں جس قدر ہادی ان کے بعد اور آئیں گے۔ سب انہیں کے فیض سے آئے۔ ہمارے مسیح آئے مگر غلام احمد ہو کر آئے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم !
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم !

یہ حضرت صاحب کا سچا دعویٰ ہے اور اسی پر علدر آمد تھا ایک نکتہ بھی دین اسلام سے علیحدہ ہونا ان کو پسند نہ تھا۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

تم خدا تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ اس کی مخلوق کیساتھ نیک سلوک کرو۔ مخلوق کا لفظ میں نے بولا ہے۔ تم ایسے بنو کہ درختوں پہاڑوں جانوروں سب پر تمہارے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو۔ مخلوق الٰہی پر شفقت کرو۔ انسان پر جب تباہی آتی ہے تو اسکی وجہ سے سب پر تباہی نازل ہوتی ہے

ع از زنا افتد و با اندر جہات !

جناب الٰہی نے جس طرح حکم دیا اس پر عمل کرو۔ گھاٹ پر پاخانہ پھرنے سے درختوں کے نیچے اور راستوں پر پاخانہ پھرنے سے ہماری شریعت نے منع فرمایا ہے۔ ایمان کے ساتھ اعمال بھی نیک ہوں۔ جس میں بگاڑ ہے وہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ کام نہیں۔ پھر ان سچے علوم کو میری زبان سے

وصیت الحق اور تبلیغ کا طریق
دوسروں کو جذب کرو جذب ہو

تم نے کچھ سنا ہے اپنے گزشتہ امام سے سنا ہے اور اس کی پاک تصانیف میں دیکھا ہے کہ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پاک تعلیم یعنی حق کو دوسری جگہ پہنچاؤ۔ بہت سے لوگ ہم کو ملنا چاہتے ہیں اور ہم سے محبت اور اخلاص چاہتے ہیں۔ مگر ایمان کے حاصل کرنے اور ایمان کے مطابق سنوار کے کام کرنے اور پھر دوسروں تک پہنچانے میں متامل ہیں بہت سے لوگ یہاں بھی آتے ہیں اور مجھ سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ ہم سے بالکل مل جائیں تو ہم آپ کے ہو جاتے ہیں میں نے کہا جبکہ تم ہماری تعلیم پر عمل کرنے سے جی چراتے ہو تو پھر ہم تم ایک کیسے ہو سکتے ہیں یہ سن کر شرمندہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب منافق الطبع لوگ ہوتے ہیں ایسے منافق بیست ہیں یہ سب ہم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ تم حق کو پہونچاؤ۔ اور حق کے پہونچانے میں علم و حکمت و عاقبت اندیشی سے کام لو۔ جو عاقبت اندیشی سے کام نہیں لیتے وہ بعض اوقات ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ جس سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کسی شخص نے مجھ کو خط لکھا۔ کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں میرے لئے دعا کرنا۔ ایک احمدی نے سنکر کہا کہ مکہ مدینہ کا کیا کوئی الگ خدا ہے۔ اس پر اس شخص کو بڑا ابتلا پیش آیا اگر نرمی سے کہا جاتا تو نتیجہ خطرناک نہ ہوتا۔ اس طرح کہ مکہ مدینہ بیشک قبولیت دعا کے مقام ہیں پھر کہتا جو لوگ کہتے یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی ہے تم دونوں جگہ دعا مانگو پہنچنے کی کوئی دعا ضرور مانگنی چاہیئے۔ [illegible] ہمدردی علیہ السلام کا ظلم ہم نے خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا کرنا۔ بڑا جرم نہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں کیونکہ دیکھا۔ اب موجود ہے وہ کہتا ہے کہ میرے باپ نے عرفات میں دعا مانگی اور میں آمین آمین کہتا جاتا تھا۔ مگر انسان سے اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ان غلطیوں کے دور کرنے کے لئے میں نے کہا تھا کہ تین مہینہ میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ پانچ سات آدمیوں کی ایک جماعت ہو قرآن کے لئے بھی دعا مانگنی چاہیئے اور متقی بننا چاہیئے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو خدا سکھاتا ہے۔ قرآن پڑھو۔ سیکھو اس کے علم میں ترقی کرو۔ اس پر عمل کرو قرآن سے تم کو محبت ہو۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ حق کے پہونچانے میں کچھ تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے دوسرے کو صبر سکھاؤ۔ اور خود بھی صبر کرو۔ یہ سورہ اگر تم نے سمجھ لی ہے تو دوسروں کو بھی سمجھاؤ اور برکت پر برکات حاصل کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اس کے ملائکہ سے نبیوں اور رسولوں سے محبت کرو اور کسی کی بے ادبی نہ کرو۔

حضرت مسیح موعود کی شان بعثت!

تم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت عطا کی ہے حضرت صاحب کا دنیا میں آنا معمولی بات نہیں تم اس طرح یہاں بیٹھے ہو یہ انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعائیں بہت کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوسروں تک پہونچانے کے لئے توفیق دے۔ یہ مسجد میرے نام پر بنی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ کسقدر تنگ ہے اس مسجد نور کو بڑھاؤ۔ مگر نیکی کے لئے۔ اس میں مدرسہ بناؤ۔

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام
قوم کی غفلت کا نمونہ

مگر قرآن شریف کا ایک مدرسہ یہاں ہے اس کی طرف تو ہمارے دوستوں کی بھی بہت توجہ ہے گورنمنٹ بھی مدد دیتی ہے اس کے لئے ہر قسم کا سامان اور مکان بھی اچھا ہے۔ مگر مدرسہ احمدیہ کے لئے کوئی نگرانی تک بھی نہیں کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ لڑکوں کی کتابوں اور کپڑوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر کچھ لوگ چلے آتے ہیں۔ وہ رات کے کپڑے کتاب قرآن سب سے محروم رہتے ہیں چند روز بھٹک کر ہم کو بد دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ میں نے چند آدمیوں سے ایک روز کہا تھا کہ اس قسم کے آوارہ لوگوں کے لئے کوئی تجویز کرو۔ انہوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی مگر صرف مجھ کو خبر پہنچانے کے لئے کہ ہم نے کمیٹی بنائی ہے عمل کرنے کے لئے نہیں۔ دعا کرو کہ یہاں کے رہنے والوں کے دل دردمند ہوں۔ جو یہاں آئیں وہ ابتلا میں نہ آئیں +

طلباء کی فکر کرو

یہاں تین قسم کے طالب علم آتے ہیں۔ اول مدرسہ انگریزی کے طالبعلم ان کے لئے مکان کتاب ہر قسم کا انتظام ہے۔ دوسرے مدرسہ احمدیہ کے ہیں ان کی تعداد مدرسہ انگریزی کے مقابلہ میں بہت کم ہے مگر ان کا انتظام کچھ نہیں۔ تیسرے سب سے کم وہ جو آوارگی کے لئے یہاں آجاتے ہیں۔ تم سے کہنے کا منشاء ان کی شکایت نہیں بلکہ مدعا یہ ہے کہ تم ہمت کرو گے تو کام نکلے گا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو۔ ایک شخص مکان بنانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے بھی میں کہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرضہ نہیں رکھتا۔ وہ تمہارا محتاج نہیں تم سے جو کچھ لیا جاتا ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ تم کو نفع زیادہ حاصل ہو۔ صحابہ کرام نے جو کچھ خرچ کیا وہ اب تک واپس کیا جا رہا ہے۔ اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ میں تمہارے لئے دعا کر چکا ہوں۔ اور کرتا رہتا ہوں۔ تم بھی دعاؤں کی بہت عادت ڈالو دعائیں بہت کرو۔ مگر خدا تعالیٰ کو آزمانے کے لئے دعائیں نہ کرو۔

(خطبہ ثانی قعدہ کے بعد عربی مسنونہ دعا پڑھکر فرمایا) +

یہ ایک بڑا گر ہے۔ جسقدر تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تعظیم کرو گے تمہاری تعظیم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرو گے۔ تو وہ تم پر رحم کرے گا۔ دعائیں بہت کیا کرو وہ قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے تم اس کے ہو جاؤ وہ تمہارا ہو جائیگا۔ فقط

* * *

آجکل کی سیاسی جدوجہد میں
احمدی قوم کا نصب العین

جنگ ٹرکی اور بلقان کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک انقلاب انگیز جوش اور سرگرمی کام کر رہی ہے اور اس میں کچھ نہیں کہ حرارت اور جوش زندگی اور بیداری کے آثار ہیں۔ لیکن اگر اس قسم کے جوشوں کے وقت ضبط اور اعتدال سے کام نہ لیا جاوے اور کوئی زبردست طاقت اس پر حکومت کرنے والی نہ ہو تو اس قسم کی بیداری۔ افاقۃ الموت سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا پتہ میدان جنگ میں لگتا ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ ہر قسم کے انتقامی جذبات اور دفاعی قوتیں ہیجان اور جوش میں ہوتی ہیں۔ آپ اپنی قوم کو حکم دیتے ہیں لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ آواز اور حکم دوسروں پر اثر کرتی ہے۔ اور گھمسان کی لڑائی میں بھی وہ قدسیوں کی جماعت اعتدال اور میزان کو ہاتھ سے نہیں دیتی۔ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ وہ آواز جس قلب اور زبان سے نکلی ہے وہ اپنے اندر جذب و اثر کی قوتیں رکھتا ہے۔ اور اس کی آواز پر کوئی دوسری آواز مسابقت کرنے کا اقدام نہیں کر سکتی۔ لیکن اسوقت عام طور پر (احمدی جماعت کے ماسوا) مسلمانوں کے اندر وہ قدوسی اور اثر رکھنے والا وجود کونسا ہے جو ایک آواز سے تمام جوشوں کو سرد اور فرو کر دیگا۔ اسی واسطے اس وقت یہ جوش اور سرگرمی بجائے مفید ہونے کے خطرناک پہلو آسانی سے اختیار کر سکتی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے حضرت [illegible] امام کے روزانہ عملی نمونہ کو دیکھ کر بھی اس حریت کے دور جدید میں آگے بڑھنے کی تو کسی کو مفید سمجھا ہو اور یہ سبق انہوں نے یورپ ہی سے سیکھا ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ سبق ہمارے لئے مفید نہیں ہے مسلمانوں کا کوئی کام بھی بدوں اعتصام بحبل اللہ کے سوا نہیں ہونا چاہیئے [illegible] سے اور ان سے [illegible] کہ کوئی شخص [illegible] کہ وہ اپنا سیاسی لیڈر [illegible] اور پھر [illegible] پولیٹیکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن [illegible] صدارت سے [illegible] دشمنی اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک پوری [illegible] سچ نہیں کہ [illegible] داری کے ساتھ اپنے پردہ صدہا گذار کشتی کے ناخدا اور مسلمانوں کے [illegible] کہ جدھر کامیابی پر اپنی موجودہ غریب اور نادار قوم کا روپیہ جس کی نمائش البتہ یہی اب ظاہر نہایت فیاضی سے خرچ کیا جاتا تھا۔ آج اسی [illegible] اللہ منہ سے ایک بات نکلتی ہے۔ قبل اس کے کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر [illegible] سے نظر ہوتی ہر طرف سے اس پر اظہار ملامت و نفرین کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ اور پبلک جلسوں میں نفرین کرنے والے اپنے اظہار نفرت پر فخر کرتے ہیں میں ابھی آغا صاحب کی رائے کے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا بلکہ صرف یہ دکھاتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت آج کل کیا ہو رہی ہے اور یہ کیوں؟ اس لئے اور صرف اسلئے کہ ان کا کوئی ہادی اور امام نہیں جس کے سامنے ان کی آوازیں ختم ہو جائیں اور اسکی رائے اور منشاء میں تمام رائیں اور مشورہ جذب ہو جائیں۔ ایسی جمہوریت کسی صورت میں بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ مسلمان نئی روشنی کے نوجوان اسکو بیداری کے آثار کہیں اسکا نام زندگی کی روح رکھیں۔ مگر میں تو اس کو ایک

تم نے کچھ سنا ہے اپنے گذشتہ امام سے سنا ہے اور اس کی پاک تصانیف میں دیکھا ہے۔ وتواصوا بالحق

وصیت الحق اور تبلیغ کا طریق
دوسروں کو جذب کرو جذبہ ہو

پاک تعلیم یعنی حق کو دوسری جگہ پہنچاؤ۔ بہت سے لوگ ہم کو ملنا چاہتے ہیں مدرسہ سے محبت اور اخلاص چاہتے ہیں۔ مگر ایمان کے حاصل کرنے اور ایمان کے مطابق عمل کرنے اور پھر دوسروں تک پہنچانے میں مثال میں بہت سے لوگ یہاں بھی آتے ہیں اور مجھ سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ ہم سے بالکل ملیں تو ہم آپ کے ہو جاتے ہیں میں نے کہا جبکہ تم ہماری تعلیم پر عمل کرنے سے جی چراتے ہو تو پھر ہم تم ایک کیسے ہو سکتے ہیں یہ سن کر شرمندہ ہو کر چلے جاتے ہیں یہ سب کے سب منافق الطبع لوگ ہوتے ہیں ایسے منافق بنتے ہیں یہ سب ہم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں تم حق کو پہونچاؤ۔ اور حق کے پہونچانے میں علم و حکمت و عاقبت اندیشی سے کام لو۔ جو عاقبت اندیشی سے کام نہیں لیتے وہ بعض اوقات ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ جن سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کسی شخص نے مجھکو خط لکھا۔ کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں میرے لئے دعا کرنا۔ ایک احمدی نے سنکر کہا کہ مکہ مدینہ کا کیا کوئی الگ خدا ہے۔ اس پر اس شخص کو بڑا ابتلا پیش آیا اگر نرمی سے کہا جاتا تو نتیجہ خطرناک نہ ہوتا۔ اس طرح کہ مکہ مدینہ بیشک قبولیت دعا کے مقام ہیں۔ پھر کہتا ہوں کہ خدا یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی ہے تم دونوں جگہ دعا مانگو جیسے یہاں ہی دعا ضرور مانگو۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے خسر سے کہا تھا کہ میرے لئے عرفات میں دعا کرنا۔ میرے خسر کا بیٹا جو ان کے ہمراہ حج میں موجود تھا۔ اب موجود ہے وہ کہتا ہے کہ میرے باپ نے عرفات میں دعا مانگی اور میں آمین آمین کہتا جاتا تھا۔ مگر انسان سے اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ان غلطیوں کے دور کرنے کے لئے میں نے کہا تھا کہ تین مہینہ میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ پانچ سات آدمیوں کی ایک جماعت ہو قرآن کے لئے ہی دعا مانگنی چاہیئے اور متقی بننا چاہیئے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ جو تقوی اختیار کرتا ہے اس کو خدا سکھاتا ہے۔ قرآن پڑھو۔ سیکھو اس کے علم میں ترقی کرو۔ اس پر عمل کرو قرآن سے تم کو محبت ہو۔ وتواصوا بالصبر حق کے پہونچانے میں کچھ تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے دوسرے کو صبر سکھاؤ اور خود بھی صبر کرو۔ یہ سورہ اگر تم نے سمجھ لی ہے تو دوسروں کو بھی سمجھاؤ اور برکت پر برکت حاصل کرو۔

حضرت مسیح موعود کی شان بعثت!

میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اس کے ملائکہ سے نبیوں اور رسولوں سے محبت کرو اور کسی کی بے ادبی نہ کرو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت عطا کی ہے حضرت صاحب کا دنیا میں آنا معمولی بات نہیں تم اس طرح یہاں بیٹھے ہو یہ انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعائیں بہت کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوسروں تک پہونچانے کے لئے توفیق دے۔

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام
قوم کی غفلت کا نمونہ

یہ مسجد میرے نام پر بنی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ کس قدر تنگ ہے اس مسجد نور کو بڑھاؤ۔ مگر نیکی کے لئے۔ اس میں مدرسہ بناؤ۔ مگر قرآن شریف کا ایک مدرسہ یہاں ہے اس کی طرف تو ہمارے دوستوں کی بھی بہت توجہ ہے گورنمنٹ بھی مدد دیتی ہے اس کے لئے ہر قسم کا سامان اور مکان بھی مہیا ہے۔ مگر مدرسہ احمدیہ کے لئے کوئی نگران تک بھی نہیں کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ لڑکوں کی کتابوں اور کپڑوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر کچھ لوگ چلے آتے ہیں۔ وہ رات کے کپڑے کتاب قرآن سب سے محروم رہتے ہیں چند روز بھٹک کر ہم کو بد دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ بعض چند آدمیوں سے ایک روز کہا تھا کہ اس قسم کے آوارہ لوگوں کے لئے کوئی تجویز کرو۔ انہوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی مگر صرف مجھ کو خبر پہنچانے کے لئے کہ ہم نے کمیٹی بنائی ہے عمل کرنے کے لئے نہیں۔ دعا کرو کہ یہاں کے رہنے والوں کے دل دردمند ہوں۔ جو یہاں آئیں وہ ابتلا میں نہ آئیں +

طلباء کی فکر کرو

یہاں تین قسم کے طالب علم آتے ہیں۔ اول مدرسہ انگریزی کے طالب العلم ان کے لئے مکان کتاب ہر قسم کا انتظام ہے۔ دوسرے مدرسہ احمدیہ کے لئے ان کی تعداد مدرسہ انگریزی کے مقابلہ میں بہت کم ہے نگران کا انتظام کچھ نہیں۔ تیسرے سب سے کم وہ جو آوارگی کے لئے یہاں آجاتے ہیں۔ تم سے کہنے کا منشا ان کی شکایت نہیں بلکہ مدعا یہ ہے کہ تم ہمت کرو گے تو کام نکلے گا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو۔ ایک شخص مکان بنانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے بھی میں کہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرضہ نہیں رکھتا۔ وہ تمہارا محتاج نہیں تم سے جو کام لیا جاتا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ تم کو نفع زیادہ حاصل ہو۔ صحابہ کرام نے جو کچھ خرچ کیا وہ اب تک واپس کیا جا رہا ہے۔ اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ میں تمہارے لئے دعا کرچکا ہوں۔ اور کرتا رہتا ہوں تم بھی دعاؤں کی بہت عادت ڈالو دعائیں بہت کرو۔ مگر خدا تعالیٰ کو آزمانے کے لئے دعائیں نہ کرو (خطبہ ثانی قعدہ کے بعد عربی مسنونہ دعا پڑھ کر فرمایا) +

یہ ایک بڑا گر ہے۔ جس قدر تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تعظیم کرو گے تمہاری تعظیم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرو گے۔ تو وہ تم پر رحم کرے گا۔ دعائیں بہت کیا کرو وہ قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے تم اس کے ہو جاؤ وہ تمہارا ہو جائیگا + فقط

آجکل کی سیاسی جدوجہد میں
احمدی قوم کا نصب العین

جنگ ٹرکی اور بلقان کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک انقلاب انگیز جوش اور سرگرمی کام کر رہی ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ حرارت اور جوش زندگی اور بیداری کے آثار ہیں۔ لیکن اگر اس قسم کے جوشوں کے وقت ضبط اور اعتدال سے کام نہ لیا جاوے اور کوئی زبردست طاقت اس پر حکومت کرنے والی نہ ہو تو اس قسم کی ہیجان آرائی آفات ملت سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا پتہ میدان جنگ میں لگتا ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ ہر قسم کے انتقامی جذبات اور دفاعی قوتیں ہیجان اور جوش میں ہوتی ہیں۔ آپ اپنی قوم کو حکم دیتے ہیں لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ آواز اور حکم دوسروں پر اثر کرتی ہے۔ اور گھمسان کی لڑائی میں بھی وہ قدوسیوں کی جماعت اعتدال اور میزان کو ہاتھ سے نہیں دیتی۔ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ وہ آواز جس قلب اور زبان سے نکلی ہے وہ اپنے اندر جذب و اثر کی قوتیں رکھتا ہے۔ اور اس کی آواز پر کوئی دوسری آواز مسابقت کرنے کا اقدام نہیں کر سکتی۔ لیکن اس وقت عام طور پر (احمدی جماعت کے ماسوا) مسلمانوں کے اندر وہ قوت اور اثر رکھنے والا وجود کونسا ہے جو ایک آواز سے تمام جوشوں کو سرد اور فرد کر دیگا۔ اس واسطے اس وقت یہ جوش اور سرگرمی بجائے مفید ہونے کے خطرناک پہلو آسانی سے اختیار کر سکتی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے حضرت [illegible] امام کے روزانہ عملی نمونہ کو دیکھ کر بھی اس حریت کے دور جدید میں آگے بڑھنے کی پالیسی کو مفید سمجھا ہے اور یہ سبق انہوں نے یورپ ہی سے سیکھا ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ سبق ہمارے لئے مفید نہیں ہے مسلمانوں کا کوئی کام بھی بدون اعتصام بحبل اللہ کے سرانجام نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن آج انکی یہ حالت ہے کہ کل جس شخص کو وہ اپنا مسلمہ لیڈر اور رہنما سمجھتے تھے اس کی کوئی ادا ناپسند ہونے پر اس کو اس تخت صدارت سے اتار کر جوتیوں کی صف میں گرا رہے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہز ہائینس آغا خان بالقابہ جو کل تک یونیورسٹی کی کشتی کے ناخدا اور مسلمانوں کے لئے خضر راہ سمجھے جاتے تھے۔ غریب اور نادار قوم کا روپیہ جن کی نمائش اور آؤ بھگت میں نہایت فیاضی سے خرچ کیا جاتا تھا۔ آج اسی آغا خان کے منہ سے ایک بات نکلتی ہے۔ قبل اس کے کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر تدبر سے نظر ہوتی ہر طرف سے اس پر اظہار ملامت و نفرین کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ اور پبلک جلسوں میں نفرین کرنے والے اپنے اظہار نفرت پر فخر کرتے ہیں میں ابھی آغا صاحب کی رائے کے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا بلکہ صرف یہ دکھاتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت آج کل کیا ہو رہی ہے اور یہ کیوں؟ اس لئے اور صرف اسلئے کہ انکا کوئی ہادی اور امام نہیں جس کے سامنے ان کی آوازیں ختم ہو جائیں اور اسکی رائے اور مشورہ میں تمام رائیں اور مشورہ جذب ہو جائیں۔ ایسی جمہوریت کی صورت میں بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ مسلمان نئی روشنی کے نوجوان اسکو بیداری کے آثار کہیں۔ اسے نام زندگی کی نئی روح رکھیں۔ مگر میں تو اس کو ایک

مہلک سپرٹ سمجھتا ہوں۔ کوئی جوش کوئی بیداری مفید نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ کسی ضابطہ اور اصل کے ماتحت نہ ہو۔ اسلام نے اسکی تعلیم نہیں دی۔ اسلام مشورہ کی صلاح دیتا ہے لیکن مشورہ کے بعد مامور یا اس کے جانشینوں کو اذا عزمت فتوکل علی اللہ العزیز کا ارشاد بھی سناتا ہے چونکہ مسلمان اپنا کوئی لیڈر نہیں رکھتے۔ اور جن سیاسی لیڈروں کو وہ لیڈر قرار دیتے ہیں ان کے لیڈر گروہ لوگ ہیں جو اپنی رائے اور منشاء کے ماتحت لیڈروں کو گرہنا چاہتے ہیں۔ ایسے خودساختہ لیڈر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ لیڈر وہی ہوتا ہے جسکو خدا تعالیٰ اس مقصد کے لئے منتخب کرے۔ اور وہ صرف احمدی قوم کو حاصل ہے والحمد للہ علی ذلک۔

اس لئے ایسی حالت میں کہ مسلمانوں میں سیاسی گتھیاں سلجھانے کے بہت سے مدعی پیدا ہو رہے ہیں یا پیدا کئے جا رہے ہیں احمدی قوم کو اپنا نصب العین نہیں بھولنا چاہیئے۔ ملک میں جب ایک قسم کی ہوا چلتی ہے تو اکثر لوگ اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اسی طرح پر آجکل پولیٹیکل (سیاسی) جد و جہد بھی ایک مرض متعدی کی طرح ہو رہی ہے ہمارے امام اور اس کے جانشین امام نے اپنی قوم کو کبھی یہ سبق نہیں دیا کہ وہ سیاسی امور میں حصہ لیں +

میں اس پر انشاء اللہ العزیز وقتاً فوقتاً کھولکر لکھنا چاہتا ہوں۔ اور جو کچھ لکھونگا وہ انشاء اللہ العزیز حضرت امام کے ملاحظہ کے بعد شایع کرونگا۔ اس طرح پر جو آرٹیکل اس سلسلہ میں شایع ہوں گے ان کے متعلق یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ وہ سلسلہ کے امام کی منظوری سے شایع ہوتے ہیں۔

احمدی قوم کے امام نے اپنی قوم کو دین پر دنیا کو مقدم کرنیکا عہد نہیں لیا بلکہ دنیا پر دین کو مقدم کرنیکا عہد لیا یہ عہد بتاتا ہے کہ سیاسیات میں دخل دینے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور حکمت سے تاج برطانیہ کے ماتحت رکھا جو آزادی جو امن اور اشاعت تبلیغ کی سہولتیں ہمیں اس سلطنت کے ماتحت حاصل ہیں وہ کسی بھی اسلامی سلطنت میں میسر نہیں۔ واقعات اس کے گواہ ہیں۔ اگر کوئی اسلامی سلطنت اس امر کو گوارہ کر سکتی تو صاحبزادہ عبد اللطیف اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید کابل کو اپنے خون سے کابل کے سنگلاخوں میں اعلان احمدیت نہ کرنا پڑتا۔ یہ ایک صداقت ہے جس کا ابطال نہیں ہو سکتا۔ یہ امر نہایت دکھتی دل کیساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی تو برادران وطن کا شکوہ کیا کرتے ہیں مگر احمدی قوم کو لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کے مدعی مسلمانوں نے جو دکھ دیا ہے اسکی نظیر نہیں ملتی۔

انھیں ایام میں معلوم ہوا ہے کہ ہماری جماعت کو چہار سدہ کی تحصیل اور [illegible] کے بعض علاقوں میں سخت دکھ دیا جا رہا ہے۔ [illegible] ہے کہ یہ ایسے ہی حال [illegible] جو آج مسلمانوں کی پولیٹیکل کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں اپنے اثر سے ان تکلیفات کو کم کریں۔ احمدی قوم کا اسلامی قصور تو یہ ہے کہ وہ کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کی منتظر نہیں بلکہ دنیا میں اس مہدی کو مان چکی ہے۔ خدا کے لئے رحم کرو۔ ہم گورنمنٹ سے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ ان مظلوموں کی حمایت کریگی اور انہیں ان تکلیفوں سے نجات دینے میں اپنے فرض کو ادا کریگی۔ اس لئے میں اس موقعہ پر صوبہ سرحدی کی گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی غریب اور امن پسند احمدی رعایا کی خبرگیری کرے اور انہیں ان مظالم سے نجات دلوا دے +

اس میں شک نہیں کہ اس وقت ٹرکی اور بلقان کی جنگ کیوجہ سے مسلمانان عالم کی ہمدردی جوش میں ہے اور مسلمانان ہند بھی اس سے متاثر ہیں۔ یہ مبارک کوشش ہے۔ ہمدردی اور اخوت کے جذبات میں نشو و نما اور تحریک بابرکت چیز ہے لیکن یہ اسی وقت مفید ہو سکتی ہیں جب شرائع اسلام کے ماتحت ہو۔ مجرد ہمدردی تو طبعی رنگ میں جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے اسلئے ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ہمدردی کے رنگ میں رنگین ہوتے ہوئے وفاداری اور اطاعت اولوالامر کے قلعہ سے ہم نکل جائیں۔ پس یہ کبھی جائز نہیں کہ ایک اخلاقی قوت کے نشو و نما میں ہم امر الٰہی کو توڑ ڈالیں اور دوسری اخلاقی طاقتوں کو کچل ڈالیں۔

غرض ہمارے امام نے اپنی قوم سے یہ عہد لیکر کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا یہ بتا دیا تھا کہ سیاسی جنگلوں کی خاردار جھاڑیوں میں اس وقت الجھنا ہمارا کام نہیں چنانچہ اپنی زندگی میں اس نے کبھی کسی پولیٹیکل امر کے متعلق اپنی قوم کو کسی دوسری قوم سے شمولیت کی ترغیب نہیں دلائی یہانتک کہ ایک موقعہ پر اس نے مسلم لیگ کے متعلق بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار نہ فرمایا اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ قوم میں روحانیت اور مذہبی زندگی پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس امام کے ذریعہ قوم میں سیاسی جذبہ پیدا کرنا مقصود رکھا ہوتا۔ تو اُسے تیر تبر کے ساتھ آنا چاہیئے تھا۔ اس نے آکر اعلان کیا کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کے خیالات باطل اور سراسر غلط ہیں آنیوالا مہدی اور مسیح شہزادہ امن ہے۔ جب سے اس نے خدا تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے ماتحت قلم اٹھایا انہیں صداقتوں کو قوم اور دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ ہر ایسی تحریکوں سے الگ رہا۔ جن میں کسی بھی قسم کی پولیٹیکل تحریک تھی۔ اس کے بعد اس کا جانشین اور خلیفہ اسی روش پر آج تک چل رہا ہے اور قوم کو لے جا رہا ہے۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ کلکتہ کے ایک جلسہ میں شمولیت کے لئے اسے دعوت آئی مگر آپ نے صاف الفاظ میں اسکا جواب دیا کہ یہ ہماری طرز کے خلاف ہے۔ یہ وہی جلسہ ہے جسکے کوائف نہایت جوش کے ساتھ اخبارات میں شایع ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی آپ نے اپنے عہد خلافت کے پہلے ہی سال ایک فرمان جاری کیا۔ جس میں آپ نے کھلے اور صاف الفاظ میں اپنی جماعت کو ہدایت کی کہ اتباع قرآن و اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم و اتباع صحابہ کرام کو نہ چھوڑو۔ وہ فرمان حسب ذیل ہے:۔

وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ۔ اس وقت میں اپنی تمام جماعت کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ایک ضروری جزو گورنمنٹ کی وفاداری تھی۔ یہاں تک کہ کوئی کتاب آپ کی ایسی نہیں جس میں اس بات پر زور نہیں دیا گیا۔ آپ نے نہ صرف اپنی جماعت کو عام طور پر گورنمنٹ کے احسان اور اس کی برکات یاد دلا کر یہ نصیحت کی تھی کہ وہ اس گورنمنٹ کے دل و جان سے وفادار اور ہر حال میں خدمت کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ تعلیم قرآنی ھَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ کا منشاء ہے۔ بلکہ اپنی اس تعلیم سے کہ جہاد اور غازی مہدی کے آنے کا عقیدہ جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں۔ دونوں سراسر تعلیم الاسلام کے خلاف ہیں۔ اس سلسلہ میں شامل ہونے والوں کے دلوں کو ہر ایک قسم کے بغاوت اور فساد و شر کے خیالات سے پاک کر دیا تھا۔ ایسا ہی سال گذشتہ میں جب اس ملک کے بعض اطراف میں بعض لوگوں نے فساد اور بغاوت کے خیالات پھیلانے شروع کئے۔ تو اس وقت بھی ہمارے امام نے پرزور الفاظ میں ساری جماعت کو یہ نصیحت کی کہ وہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ثابت قدم رہیں۔ اور نہ صرف ایسے لوگوں کے ساتھ جو گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں شامل نہ ہوں بلکہ حتی الوسع اپنے دوسرے وطنی بھائیوں کے ان غلط اور مفسدانہ خیالات کی اصلاح کی کوشش کریں۔ چنانچہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں جو عنوان

"ہماری جماعت کیلئے ضروری نصیحت"

شایع فرمایا تھا۔ آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ "چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر اکثر ہندوؤں اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبایع میں پیدا ہو جائیگا۔ اس لئے میں اپنی تمام جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک اس کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا چلا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے"۔ اور پھر اسی اشتہار میں آگے چلکر یوں تحریر فرمایا تھا "سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجہ سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکرگذار نہ ہوں"۔

اس تعلیم کے ہوتے ہوئے مجھے ضرورت نہ تھی کہ میں کچھ لکھتا مگر اس وقت بعض اور ایسے واقعات پیش آگئے ہیں کہ حضرت امام کی اس تعلیم کی یاد دہانی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اس وقت بنگال میں اسی بغاوت نے جس کے متعلق حضرت امام نے فکر ظاہر کیا تھا۔ بم سازی نے خطرناک رنگ اختیار کیا ہے اور بعض شریر اور مفسد لوگوں نے بعض جوشیلے مگر کم عقل نوجوانوں کو ساتھ ملا کر ملک میں بد امنی اور بد عملی پھیلانی چاہی ہے مگر خوش قسمتی سے اس بار گورنمنٹ نے وقت کے

اطلاع پاکر مفسدوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

ان مفسد لوگوں کی کارروائیوں کو ہم سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت جس کے امام نے گورنمنٹ کے مقابلہ پر کسی باغیانہ خیال کے دل میں جگہ دینے کو سخت ترین بدذاتی قرار دیا ہے بلکہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کیا ہے۔ تمام مفسدین کی کارروائیوں کو اسی طرح نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پھر بھی میں اپنی جماعت کو جس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے یہ تاکید اور نصیحت کرتا ہوں اور خصوصاً جماعت کے اس حصہ کو جو بنگال میں رہتے ہیں کہ وہ ایسے تمام مفسد لوگوں کی صحبت سے اجتناب کریں۔ بلکہ جس شخص کے خیالات میں کچھ بھی بغاوت اور فساد کی بو آتی ہو اس سے قطع تعلق کریں۔ اور حتی الوسع ایسے مفسد لوگوں کے خیالات گورنمنٹ کے نوٹس میں لانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہوسکے اس گورنمنٹ کی خدمت کو اپنی عین سعادت سمجھیں۔

ایک اور امر بھی اس جگہ ذکر کرنے کے قابل ہے۔ ''آجکل بہت سے اخبارات نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ باغیانہ یا مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے اور پبلک کو گورنمنٹ یا اس کے معزز یورپین افسروں خلاف اکساتے رہتے ہیں میں اپنی جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے اخباروں کو ہرگز نہ خریدیں۔ اور نہ پڑھیں۔''

اور نہ ہی ایسے لوگوں کے ساتھ جو اس قسم کے جرائم کے بدلے سزایاب ہوتے ہیں کسی قسم کی ہمدردی کا کوئی اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی ہمدردی ایک قسم کا ظلم ہے جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا جرم کوئی بڑا جرم نہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکسانا اور مفسدانہ خیالات کی اشاعت کرنا صرف گورنمنٹ کے خلاف کارروائی ہے بلکہ اس کا برا اثر عام طور پر پبلک کے امن پر پڑتا ہے اور جو لوگ ایسے مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے ہیں۔ وہ ملک کے ساتھ بھلائی نہیں کرتے۔ بلکہ وہ در اصل اپنے ہم وطنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔

پھر یاد رکھو کہ بعض سوسائٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ قرآن میں ہے انما النجوی من الشیطان اور فرمایا یایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان و معصیۃ الرسول و تناجوا بالبر والتقوی۔ یہ صریح احکام قرآن کریم ہیں اور ہر ایک مسلمان ان صریح احکام کا پابند ہونا چاہیئے! نیز یاد رکھو! کہ ہمارے نبی کریم جو ہمارے حقیقی مطاع و مقتدا ہیں صلے اللہ علیہ وسلم آپنے عملی طور پر مختلف گورنمنٹوں رہکر صحابہ کرام کو مکہ معظمہ کے بے قانون شہر و ملک میں کیسے تیرہ برس بسر کئے۔ کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ اور جب دیکھا کہ صحابہ کرام پر طاقت سے زیادہ تکالیف پڑتے اور بڑھتے جاتے ہیں اور ایذا ایسی ناقابل برداشت ہیں۔ تو آپ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ ملک حبشہ میں جہاں کا بادشاہ عیسائی تھا ہجرت کرو۔ اس میں ایک مخفی راز بھی تھا۔ کہ میری قوم کو کسی نہ کسی وقت عیسائی سلاطین کے ماتحت رہنا پڑیگا۔ اس وقت مسیحی سلطنت کے ماتحت اس طرح رہیں۔ جس طرح صحابہ کرام حبشہ کے مسیحی بادشاہ کے ماتحت رہے۔

پس ہمارے اس سلطنت کے ماتحت رہنے کا نمونہ صحابہ کرام موجود ہیں جس طرح وہ حبشہ میں رہے۔ اسی طرح تم ہندوستان میں رہو۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ ہمارے امام صاحب کس طرح بلا کسی طمع اور غرض کے اپنی اسی کتابوں میں ہم کو تعلیم کر گئے ہیں۔ اس کی خلاف ورزی ہرگز مت کرو۔ اتباع قرآن و اتباع نبی کریم و اتباع صحابہ کرام کو نہ چھوڑو۔

(نور الدین)

اس فرمان سے جو ہماری قوم کے لئے ایک **ہدایت نامہ** ہے۔ ایسی جماعتوں سے احتراز کی تعلیم صاف ہے۔

اس وقت ٹرکی کی **حمایت** اور **ہمدردی** کا وہ جوش جو کسی امام کے اشارہ یا ہدایت کے نیچے نہیں ہے بڑھ رہا ہے اور **بائیکاٹ** وغیرہ کی تعلیم اور بعض غلط کار **جہاد** بالنفس کی ضرورت ظاہر کر رہے ہیں۔ اس قسم کی تعلیمات کے ساتھ **احمدی قوم** کو کوئی تعلق نہیں ہے جہاں تک سلسلہ کی تعلیم کو پڑھا ہے اور بحمد للہ سمجھ کر پڑھا ہے میں اپنے تمام دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اس ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو متاثر ہونے سے بچائیں۔ یہ بالکل ظاہر امر ہے کہ ٹرکی کے متعلق کیا کسی بھی مصیبت زدہ انسان کی **ہمدردی** اور غمخواری کے متعلق صحیح طریق ہمدردی کو اختیار کرنا ہمارا شیوہ ہے وہ لوگ ہمارے سلسلہ سے ناواقف اور ہمارے مقاصد سے جاہل ہیں جو بعض اوقات کہتے ہیں کہ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی نہیں۔ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی ہے اور سچی ہمدردی ہے۔ لیکن اس ہمدردی میں ہم کوئی ایسا طریق اختیار کرنے کی تائید میں نہیں جو قرآن کریم کی تعلیم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے خلاف ہو۔ اور پھر ایسی [illegible] جسکی تعلیم حضرت مسیح موعودؑ نے نہ دی ہو دوسرے مسلمانوں کو صحیح مشورہ دینا ہمارا کام ہے۔ ان کو ہموار بنانا یا اس پر عمل کرا دینا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن **احمدی قوم** جو ایک امام کے ماتحت ہے اس کو امام کے منشاء اور تعلیم سے آگاہ کرکے ایک قوی اثر ڈالنا ہمارے احاطہ اختیار کے اندر ضرور ہے۔ اس لئے احمدی قوم کو سیاسیات کے خاردار جنگل میں داخل ہوکر لہو لہان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ پہلے دن سے ہم انہیں مشورہ دیتے آئے ہیں۔ وہ **دعاؤں** سے۔ اور اپنے **اموال** سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں لیکن ان جوش انگیز اور عارضی تحریکات میں حصہ لینے سے پرہیز کریں۔ جو بد قسمتی سے بعض لوگ قوم میں پیدا کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ **احمدی جماعت** اس وقت تک ان میں شامل نہیں ہے مجھے تعجب ہے کہ جس بائیکاٹ کے ہتھیار کو آج مسلمانوں کو اختیار کرنے کی صلاح ہمارے جوشیلے مدبر دے رہے ہیں یہی ہتھیار جب ہندوؤں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو ان **مدبران قوم** کو اس میں بغاوت کے کیڑے نظر آتے تھے۔ مگر آج اسی منہ سے وہ اعلان کر رہے ہیں کیا آج ان بغاوت کے **کیڑوں** کو محض اس وجہ سے ہلاک شدہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہتھیار اب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

بائیکاٹ کا طریق ہمارے امام نے کبھی پسند نہیں کیا اور اس کو قرآن کریم کے احکام کے صریح خلاف قرار دیا ہے اللہ تعالےٰ نے جہازوں کے ذریعہ ممالک غیر سے اسباب کے آنے کو محل انعام میں بیان کیا ہے۔ لیکن اگر ہم ان کو بائیکاٹ کرتے ہیں۔ تو گویا کافر نعمت ہیں۔ پس یہ محض فضول اور لغو باتیں ہیں۔ اور جہلا کے خیالات کو پراگندہ کرتا ہے۔ ایسا ہی گورنمنٹ کو اس قسم کی دھمکیاں دینا کہ اگر وہ ٹرکی کی حمایت کے خیالات کو مدنظر نہ رکھے گی تو مسلمانوں کے دل سے اپنی عظمت کو کھوئیگی ایک قسم کی فضول حرکات ہیں۔ ہمارے دل میں گورنمنٹ کی عظمت اور **تاج برطانیہ** کے ساتھ **وفاداری اور ارادت کے جذبات** محض اس وجہ سے نہیں کہ ٹرکی کے ساتھ گورنمنٹ کی دوستی ہے یا دشمنی۔ بلکہ اس لئے کہ ہم جو ایک سلطنت کے ماتحت ہیں۔ اور وہ ہمیں امن اور آزادی مذہب عطاء کرتی ہے۔ اس لئے **وفاداری اور فرمانبرداری ہمارا کام ہے** اور یہ قرآن کریم کی اتباع ہے۔ گورنمنٹ اگر اپنے تعلقات ٹرکی یا کسی دوسری اسلامی سلطنت کے ساتھ درست نہیں رکھتی (گو ایسا نہیں) تو وہ اپنے نقصان یا نفع کو ہم سے بہتر سمجھتی ہے ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ کو ایسی صلاحیں دیں۔

الغرض ہماری جماعت کو آجکل کی سیاسی مذاق سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ چونکہ یہ ابتلاء کے دن ہیں اس لئے کثرت سے دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک طرف جب ہم عام مسلمانوں کی ان تحریکوں میں حصہ نہیں لیتے تو وہ ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے عام مسلمانوں ہی کو خوش کرنا تھا تو پھر آج سے پچیس ۲۵ برس پیشتر جب **حضرت امام** کو ہم نے شناخت کیا اور **قوم سے کفر کے فتوی** سنے اور ان سے مختلف قسم کی اذیتیں سہیں۔ [illegible] امر ہے کہ پولیٹیکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن بلکہ خدا کا [illegible] یہ دشمنی اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک پوری فرمانبرداری کی تعلیم اس [illegible]داری کے ساتھ اپنے پر دو صدیاں گذار اس سے خوش ہوگی۔ بلکہ اس لئے کہ صدہا کامیابی پر اپنی موجودہ اسی میں ہے۔ پس ہماری جماعت کیلئے صحیح راستہ یہی ہے اب ظاہر جیسا کہ حضرت امام مغفور اور حضرت امام موجود ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے اعلان و فرمان میں ہدایت کی اور شرائط بیعت میں بھی تصریح فرمائی ہے۔ ہر ایک ایسی راہ سے جس میں کسی قسم کے **فساد** اور **بغاوت** کا شائبہ بھی ہو الگ رہو اور موجودہ **سیاسی امور** سے ہمیں قطعاً کوئی تعلق نہ ہو۔ ہم اصحاب حل و عقد نہیں ہم اپنی آواز اور رائے کچھ بھی نہیں رکھتے ہماری رائیں ایک وجود میں جاکر جذب ہو جاتی ہیں۔ اور ہماری آوازیں اس کی آواز کے نیچے دب جاتی ہیں۔ اور یہی **مبارک** اور **امن** کی راہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے کبھی بہتری اور بھلائی کا دور نہیں آسکتا۔ جب تک وہ ایک ایسے امام سے تعلق پیدا نہ کریں گے۔ جسے خدا تعالےٰ نے اس غرض کے لئے امام بنایا ہو اور دنیا کے خود ساختہ لیڈروں کی وہی حالت ہوتی ہے جو آجکل ہز ہائینس آغا خاں صاحب القابہ

اطلاع پاکر مفسدوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

ان مفسد لوگوں کی کارروائیوں کو ہم سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت جس کے امام نے گورنمنٹ کے مقابلہ پر کسی باغیانہ خیال کے دل میں جگہ دینے کو سخت ترین بدذاتی قرار دیا ہے بلکہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کیا ہے۔ تمام مفسدین کی کارروائیوں کو اسی طرح نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پھر بھی میں اپنی جماعت کو جس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے یہ تاکید اور نصیحت کرتا ہوں اور خصوصاً جماعت کے اس حصہ کو جو بنگال میں رہتے ہیں کہ وہ ایسے تمام مفسد لوگوں کی صحبت سے اجتناب کریں۔ بلکہ جس شخص کے خیالات میں کبھی بغاوت اور فساد کی بو آتی ہو اس سے قطع تعلق کریں۔ اور حتی الوسع ایسے مفسد لوگوں کے خیالات گورنمنٹ کے نوٹس میں لانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہو سکے اس گورنمنٹ کی خدمت کو اپنی عین سعادت سمجھیں۔

ایک اور امر بھی اس جگہ ذکر کرنے کے قابل ہے ''آجکل بہت سے اخبارات نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ باغیانہ یا مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے اور پبلک کو گورنمنٹ یا اس کے معزز یوروپین افسروں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں میں اپنی جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے اخبار کو ہرگز نہ خریدیں۔ اور نہ پڑھیں''۔

اور نہ ہی ایسے لوگوں کے ساتھ جو اس قسم کے جرائم کے بدلے سزایاب ہوتے ہیں کسی قسم کی ہمدردی کا کوئی اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی ہمدردی ایک قسم کا ظلم ہے جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا جرم کوئی بڑا جرم نہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکسانا اور مفسدانہ خیالات کی اشاعت کرنا صرف گورنمنٹ کے خلاف کارروائی ہے بلکہ اس کا بُرا اثر عام طور پر پبلک کے امن پر پڑتا ہے اور جو لوگ ایسے مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے ہیں۔ وہ ملک کیساتھ بھلائی نہیں کرتے بلکہ وہ در اصل اپنے ہم وطنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔

پھر یاد رکھو کہ بعض سوسائٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ قرآن میں ہے انما النجوی من الشیطان اور فرمایا یایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیۃ الرسول وتناجوا بالبر والتقوی۔ یہ صریح احکام قرآن کریم میں اور ہر ایک مسلمان ان صریح احکام کا پابند ہونا چاہیئے! نیز یاد رکھو! کہ ہمارے نبی کریم جو ہمارے حقیقی مطاع و مقتدا ہیں صلے اللہ علیہ وسلم آپنے عملی طور پر مخالف گورنمنٹوں رکہ صحابہ کرام کو مکہ معظمہ کے بے قانون شہر و ملک میں کیسے تیرہ برس بسر کئے کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ اور جب دیکھا کہ صحابہ کرام پر طاقت سے زیادہ تکالیف پڑتے اور بڑھتے جاتے ہیں اور ایذائیں ناقابل برداشت ہیں۔ تو آپ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ ملک حبشہ میں جہاں کا بادشاہ عیسائی تھا ہجرت کر دو۔ اس میں ایک مخفی راز بھی تھا کہ میری قوم کو کسی نہ کسی وقت عیسائی سلاطین کے ماتحت رہنا پڑیگا۔ اُس وقت مسیحی سلطنت کے ماتحت اس طرح رہیں۔ جس طرح صحابہ کرام حبشہ کے مسیحی بادشاہ کے ماتحت رہے۔

پس ہمارے اس سلطنت کے ماتحت رہنے کا نمونہ صحابہ کرام موجود ہیں۔ جس طرح وہ حبشہ میں رہے۔ اسی طرح تم ہندوستان میں رہو۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ ہمارے امام صاحب کس طرح بلا کسی طمع اور غرض کے اپنی کتابوں میں ہم کو تعلیم کر گئے ہیں۔ اس کی خلاف ورزی ہرگز مت کرو۔ اتباع قرآن و اتباع نبی کریم و اتباع صحابہ کرام کو نہ چھوڑو۔

(نور الدین)

اس فرمان سے جو ہماری قوم کے لئے ایک **ہدایت نامہ** ہے۔ ایسی جماعتوں سے احتراز کی تعلیم صاف ہے۔

اس وقت ٹرکی کی **حمایت** اور **ہمدردی** کا وہ جوش جو کسی امام کے اشارہ یا ہدایت کے نیچے نہیں ہے بڑھ رہا ہے اور **بائیکاٹ** وغیرہ کی تعلیم اور بعض غلطکار **جہاد** بالنفس کی ضرورت ظاہر کر رہے ہیں۔ اس قسم کی تعلیمات کے ساتھ **احمدی قوم** کو کوئی تعلق نہیں ہے جہاں تک سلسلہ کی تعلیم کو پڑھا ہے اور جہاں تک سمجھ کر پڑھا ہے میں اپنے تمام دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اس ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو متاثر ہونے سے بچائیں۔ یہ بالکل ظاہر امر ہے کہ ٹرکی کے متعلق کیا کسی بھی مصیبت زدہ انسان کی **ہمدردی** اور غمخواری کے متعلق صحیح طریق ہمدردی کو اختیار کرنا ہمارا شیوہ ہے وہ لوگ ہمارے سلسلہ سے ناواقف اور ہمارے مقاصد سے جاہل ہیں جو بعض اوقات کہتے ہیں کہ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی نہیں۔ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی ہے اور سچی ہمدردی ہے۔ لیکن اس ہمدردی میں ہم کوئی ایسا طریق اختیار کرنے کی تائید میں نہیں جو قرآن کریم کی تعلیم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے خلاف ہو۔ اور پھر اس زمانہ میں جس کی تعلیم حضرت مسیح موعود نے نہ دی ہو دوسرے مسلمانوں کو صحیح مشورہ دینا ہمارا کام ہے۔ ان کو منوا دینا یا اس پر عمل کرا دینا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن احمدی قوم جو ایک امام کے ماتحت ہے اس کو امام کے [illegible] اور تعلیم سے آگاہ کر کے ایک قوی اثر ڈالنا ہمارے احاطہ اختیار کے اندر ضرور ہے۔ اس لئے احمدی قوم کو سیاسیات کے خاردار جنگل میں داخل ہو کر لہولہان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ پہلے دن سے ہم انہیں مشورہ دیتے آئے ہیں۔ وہ **دعاؤں** سے۔ اور اپنے **اموال** سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں لیکن ان جوش انگیز اور عارضی تحریکات میں حصہ لینے سے پرہیز کریں۔ جو بدقسمتی سے بعض لوگ قوم میں پیدا کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ **احمدی جماعت** اس وقت تک ان میں شامل نہیں ہے مجھے تعجب ہے کہ جس بائیکاٹ کے ہتھیار کو آج مسلمانوں کو اختیار کرنے کی صلاح ہمارے جوشیلے مدبر دے رہے ہیں۔ یہی ہتھیار جب ہندوؤں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو ان **مدبران قوم** کو اس میں بغاوت کے کیڑے نظر آتے تھے۔ مگر آج اسی منہ سے وہ اعلان کر رہے ہیں کیا آج ان بغاوت کے **کیڑوں** کو محض اس وجہ سے ہلاک شدہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہتھیار اب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

بائیکاٹ کا طریق ہمارے امام نے کبھی پسند نہیں کیا اور اس کو قرآن کریم کے احکام کے صریح خلاف قرار دیا ہے اللہ تعالےٰ نے جہازوں کے ذریعہ ممالک غیر سے اسباب کے آنے کو محل انعام میں بیان کیا ہے۔ لیکن اگر ہم اُن کو بائیکاٹ کرتے ہیں۔ تو گویا کافر نعمت ہیں۔ پس یہ محض فضول اور لغو باتیں ہیں۔ اور جہلا کے خیالات کو پراگندہ کرنا ہے۔ ایسا ہی گورنمنٹ کو اس قسم کی دھمکیاں دینا کہ اگر وہ ٹرکی کی حمایت کے خیالات کو مدنظر نہ رکھے گی تو مسلمانوں کے دل سے اپنی عظمت کو کھو دیگی ایک قسم کی فضول حرکات ہیں۔ ہمارے دل میں گورنمنٹ کی عظمت اور **تاج برطانیہ** کے ساتھ **وفاداری اور ارادت کے جذبات** محض اس وجہ سے نہیں کہ ٹرکی کے ساتھ گورنمنٹ کی دوستی ہے یا دشمنی۔ بلکہ اس لئے کہ ہم جو ایک سلطنت کے ماتحت ہیں اور وہ ہمیں امن اور آزادی مذہب عطا کرتی ہے۔ اس لئے ''**وفاداری اور فرمانبرداری ہمارا کام ہے**'' اور یہ قرآن کریم کی اتباع ہے۔ گورنمنٹ اگر اپنے تعلقات ٹرکی یا کسی دوسری اسلامی سلطنت کے ساتھ درست نہیں رکھتی (گو ایسا نہیں) تو وہ اپنے نقصان یا نفع کو ہم سے بہتر سمجھتی ہے ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ کو ایسی صلاحیں دیں۔

الغرض ہماری جماعت کو آجکل کی سیاسی مذاق سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ چونکہ یہ ابتلاء کے دن ہیں اس لئے کثرت سے دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک طرف جب ہم عام مسلمانوں کی ان تحریکوں میں حصہ نہیں لیتے تو وہ ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے عام مسلمانوں ہی کو خوش کرنا تھا تو پھر آج سے پچیس ۲۵ برس پیشتر جب **حضرت امام** کو ہم نے شناخت کیا اور **قوم سے کفر کے فتوی سنے** اور ان سے مختلف قسم کی اذیتیں سہیں۔ اس کی کیا ضرورت تھی ہمارا مقصود لوگوں کو خوش کرنا نہیں بلکہ خدا کو خوش کرنا ہے۔ اسلئے گورنمنٹ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تعلیم اس لئے تمہیں نہیں دیگئی کہ گورنمنٹ اس سے خوش ہوگی۔ بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے۔ پس ہماری جماعت کیلئے صحیح راستہ یہی ہے کہ جیسا کہ حضرت امام مغفور اور حضرت امام موجود ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے اعلان و فرمان میں ہدایت کی اور شرائط بیعت میں بھی تصریح فرمائی ہے۔ ہر ایک ایسی راہ سے جس میں کسی قسم کے **فساد** اور **بغاوت** کا شائبہ بھی ہو الگ رہو اور موجودہ **سیاسی** امور سے ہمیں قطعاً کوئی تعلق نہ ہو۔ ہم اصحاب حل و عقد نہیں ہم اپنی آواز اور رائے کچھ بھی نہیں رکھتے ہماری رائیں ایک وجود میں جا کر جذب ہو جاتی ہیں۔ اور ہماری آوازیں اس کی آواز کے نیچے دب جاتی ہیں۔ اور یہی **مبارک** اور **امن** کی راہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے کبھی بہتری اور بھلائی کا دور نہیں آسکتا۔ جب تک وہ ایک ایسے امام سے تعلق پیدا نہ کریں گے۔ جسے خدا تعالےٰ نے اس غرض کے لئے امام بنایا ہو اور دنیا کے خود ساختہ لیڈروں کی وہی حالت ہوتی ہے جو آجکل ہز ہائینس آغا خاں صاحب القابہ

کی ہو رہی ہے۔ خدا کا شکر اور فضل ہے کہ ہم ایسا امام نہیں رکھتے۔ جس کو کسی سوسائٹی نے بنایا ہو۔ جو اگر قوم کی رائے کے موافق آواز نہ نکالے تو نعوذ باللہ اس پر ملامت کی بوچھاڑ ہو۔ ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس دن سے جب کہ ہم کسی ایسے امام کے ماتحت ہوں۔ جو خدا کا بنایا ہوا نہ ہو۔ الحکم نے ہر ایسے موقعہ پر جبکہ کسی خطرہ کا امکان ہو سکتا ہو۔ قوم کو اس کے صحیح راستہ سے اطلاع دیتے ہیں اپنی منصبی ذمہ داری کو سمجھا اور سمجھایا ہے۔ اور آج بھی جبکہ اس قسم کے ایجی ٹیشن کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ ہم نے تمہارا نصب العین تمہیں دکھا دیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کے وہ نائب جو ہندوستان میں حکومت کرتے ہیں۔ اس بات سے غافل نہیں ہو سکتے کہ یہی ایک جماعت ہے جو کبھی افراط اور تفریط کی لہروں میں نہیں بہی۔ اور ابتدا سے لیکر اس وقت تک گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کے جذبات میں ایک ہی صحیح راہ پر چل رہی ہے اور اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ وہ ایک قوم ہے جو امام کے ماتحت ہے جو اپنا ایک ایسا مسلم لیڈر رکھتی ہے جس کی آواز پر ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ ہاں یا نہیں جو چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ گورنمنٹ کے لئے ایک برکت اور فضل ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے

لنڈن اور بلاد مغرب میں

تبلیغ سلسلہ

یہ بات تو اب نئی نہیں رہی کہ ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین
الذین القوا الذین [illegible] کے سپرد کرتا ہوں وہ [illegible] کا سلام
ہے کہ تمہارے دین کو اللہ تعالیٰ تمہارے دین کو ایمان کو تمہارے [illegible] نے
یہ سب کو ضایع نہیں کرتا۔ تمہارا [illegible] ہوں۔ بیچے تجارب اور مشکلات تبلیغ
ا ہاتوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر [illegible] ہیں اور اسے مسلمانوں سے مشورہ پوچھا گیا
خاتمہ کو سب [illegible] ن انہوں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہاں تبلیغ کا کام زیادہ
سے [illegible]
تر کامیابی کے ساتھ اگر ہو سکتا ہے تو وہ قلم کے ذریعہ

لیکن جب انہوں نے اپنے مضامین لکھ کر اخبارات کے پاس بھیجے تو انہوں نے واپس کر دیئے اگرچہ خواجہ صاحب کو یہ خیال تھا کہ وہاں تاجرانہ اصول پر رائے وغیرہ بھی خریدی جا سکتی ہے اور اخبارات میں چرچہ کرا لینا آسان امر ہے۔ مگر تجربہ نے ان کو بتایا کہ وہاں کے اخبارات میں مضامین کی اشاعت آسان نہیں اس لئے مجبور ہوئے کہ وہاں کے کسی رسالہ سے اپنے مضامین چھپنے کا ایک اجارہ کریں۔ یہاں جب یہ تحریک آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اولاً اسے پسند نہیں کیا مگر بعد میں اس کی اجازت دیدی گئی۔ چنانچہ بدر مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۳ء میں جو چٹھی شایع ہوئی ہے اس میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"میں نے اس سوال پر غور کیا اور خدا نے سر دست ایک راہ میرے لئے نکال دی ہے میں نے یہاں ایک ماہواری رسالہ سے ایک خاص انتظام کر لیا ہے۔ جس میں ہر ماہ میں ریویو آف ریلیجنز کے نصف کے برابر لکھا کرونگا اور وہ چھاپ دیگا۔ اور بالمقابل اس کو خاص امداد خریداروں کی مہیا کرنے میں یا اسکی خاص کاپیاں خریدنے میں دینی ہو گی"

اس مقصد اور غلبت الروم والی پیشگوئی ایک اشتہار عربی۔ ترکی اور انگریزی شایع کرنے کے لئے انہوں نے ڈیڑھ ہزار کی اپیل کی ہے۔ اور دو ہزار ایک سال کے لئے اپنی ذاتی اخراجات کا اظہار کیا ہے۔ گو وہ اس کو قوم پر ڈالنا نہیں چاہتے۔ مگر قوم کی کم ہمتی ہو گی۔ اگر وہ ایسے کام میں انکی مددگار نہ ہو۔ بہرحال یہ سکیم ابھی شایع نہ ہو چکی تھی یا پورے طور پر اشاعت نہ پا چکی تھی۔ کہ اخبار زمیندار میں مسلم انڈیا ایک جدید رسالہ کی اشاعت کی خبر پڑھی گئی۔ جسکو خواجہ صاحب نے منشی ظفر علی خان صاحب کے ایما یا تحریک و مشورہ سے جاری کرنا چاہا ہے۔ منشی ظفر علی خان صاحب نے ۱۶ فروری کے ہفتہ وار میں لکھا تھا کہ "کاش انڈیا کی طرح جو انڈین نیشنل کانگریس کے اغراض و مقاصد کی حمایت کے لئے وقف ہے کوئی اسلامی اخبار۔ یا میگزین یہاں ایسا موجود ہو جو عام اسلامی مقاصد کی حمایت کے علاوہ مسلمانان ہند کی ان مختص القوم غایات کی حفاظت کا نہایت ہی اہم فرض انجام دیتا ہوا۔ اس خطرناک لاعلمی کے چہرہ سے وقتاً فوقتاً پردہ اٹھاتا رہے جو مسلمانان ہند کی ان قومی ضروریات اور ان کے جذبات و احساسات کے متعلق [illegible] مسلمانوں کی مساعی کی نارسائی اور کچھ اینگلو انڈین بزرگواروں کی غمازانہ دراندازی سے اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے" "کاش خواجہ کمال الدین ہی کوئی نیم مذہبی و نیم سیاسی میگزین یہاں سے ایسا جاری کریں جو ہماری گونگی قوم کی ترجمانی کی خدمات اس ملک میں جہاں [illegible] حریت کا [illegible] امتیاز ہے انجام دیا کرے اور [illegible] تبدیل ثابت ہو سکے [illegible]"

یہ تحریک ایڈیٹر زمیندار نے لنڈن بیٹھ کر اپنے لاہور کے اخبار میں شایع کرائی اور اس کے چند روز بعد ان کا دوسرا مضمون جو انہوں نے لنڈن سے بھیجا۔ زمیندار میں مسلم انڈیا کے عنوان سے شایع ہوتا ہے۔ جس میں ایک نیم سیاسی اور نیم مذہبی رسالہ کے اجرا کی خبر دی گئی ہے جو ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب کی ایڈیٹری سے شایع ہو گا۔

اس تحریک کو پڑھ کر مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اس سوال کے روشن اور تاریک دونوں پہلو ظاہر کر دوں۔ جہانتک ریویو آف ریلیجنز کے انگریزی حصہ کو لنڈن منتقل کر دینے کا سوال تھا جہانتک کسی ولایتی رسالہ کی ایک خاص تعداد کو خرید کر اس میں مضامین شایع کرنیکا سوال تھا۔ یہ دونوں تجویزیں نہایت مفید نہایت بابرکت اور خوش آیند معلوم ہوتی تھیں کیونکہ بار آور کرنا تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ لیکن یہ جدید تجویز بہت بڑی حد تک اصلاح اور غور کے قابل ہے اور اگر ابھی اس سوال پر فکر نہ کی گئی تو پھر شاید اب از سرگذشت والا معاملہ ہو اس کے یہ معنے نہیں کہ رسالہ کے لئے چندہ اور خریداروں کی فراہمی کے کام ہی سستی ہو۔ خریدار مہیا کئے جاویں۔ زر چندہ جمع کیا جاوے ہاں رسالہ کی حیثیت وغیرہ پر غور کر لیا جاوے۔ میں نے اوپر کہا ہے کہ خواجہ صاحب کا جدید رسالہ ایڈیٹر زمیندار کے مشورہ سے شایع ہونے والا ہے۔ اس کے لئے میں نے زمیندار کے اس ابتدائی مضمون کا حوالہ دیا ہے جو ۱۶۔ فروری کے ہفتہ وار میں شایع ہوا ہے مگر اس کے بعد کی ولایتی ڈاک مسلم انڈیا کے عنوان سے جو مضمون لیکر آئی ہے اور ۲۷ فروری ۱۹۱۳ء کے روزانہ میں شایع ہوتا ہے وہ اس حقیقت کا اظہار یوں کرتا ہے۔ خواجہ کمال الدین جن مقاصد کو پیش نظر رکھکر انگلستان میں آئے تھے انکا اقتضا یہ تھا کہ ایک مذہبی میگزین خاص اہتمام کے ساتھ لنڈن سے نکالا جاوے۔ جو نہ صرف مسیحیت اور اس کی تہذیب تبصرہ نگار ہو بلکہ اسلامی حقایق کا شرح نویس ہو۔ چنانچہ خواجہ صاحب اس قسم کے میگزین کے اجرا کی تیاریاں کر بھی چکے تھے لیکن اگر اسکا موضوع صرف مذہب ہوتا تو یہ میگزین ریویو آف ریلیجنز قادیان کا ایڈیشن لنڈن کا ہو جاتا۔ اور وہ دلچسپیاں اس میں نظر نہ آتیں جو مغربی طبایع سیاسیات ہی سے مخصوص سمجھتی ہیں۔ اس لئے ہم نے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ مشورہ پیش کیا کہ اپنے مجوزہ رسالہ کو بجائے [illegible] مذہبی اور نیم سیاسی میگزین قرار دیں۔ اور اسے مسلمانان ہند کی مغربی آواز بنائیں۔ ہم خواجہ صاحب کے ممنون ہیں کہ ہمارے مخلصانہ مشورہ کو انہوں نے قبول فرمایا۔ اور خدا کا نام لے کر مسلم انڈیا کے نام سے ایک ماہانہ میگزین اس مہینے سے نکالنے کا قصد کر لیا۔"

یہ اقتباس جو میں نے ایڈیٹر زمیندار کی تحریر کا کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے منشی ظفر علیخان صاحب کے مشورہ کے ماتحت اپنے مذہبی رسالہ کو نیم سیاسی رسالہ بنا دیا ہے۔ ایڈیٹر زمیندار نے نہایت دلیری کیساتھ ہمارے قابل [illegible] ریویو آف ریلیجنز کی تحقیر کی ہے اور بتایا ہے کہ مغرب میں دلچسپی کا سامان نہیں رکھتا۔ ریویو آف ریلیجنز جس شان سے نکلتا ہے۔ اور جن حقایق و معارف کے موتیوں اور حق کے جواہر کو لیکر وہ جاتا ہے اس پر مغرب کی ساری دلچسپیوں کو ہم اس طرح قربان اور نثار کرنے کو آمادہ ہیں۔ جسطرح یہ ایرانی فلاسفر :- (بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را) ترک شیرازی کے خال پر سمرقند و بخارا نثار کرنے میں دلیر تھا!

اس بحث کو چھوڑ کر میں جس امر کو پیش کرنا چاہتا وہ یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ اسی قسم کی بحث اور سوال ہے جو آج سے قریباً سات سال پہلے مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن نے پیش کیا تھا اور اب اسی پرانی شراب کو ایڈیٹر زمیندار نے دوسرے شیشہ میں انڈیل دیا ہے۔ احمدی جماعت اور اسکے مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا بھی گوارا نہ کیا تھا۔ کہ ہم اپنے رسالہ کو چند پیسوں کے لالچ میں احمدیت سے الگ کر دیں تو کیا آج ہماری [illegible] گوارا ہو جاوے گی کہ آپ کی وفات کے پانچویں ہی سال میں اور پھر امام کی موجودگی میں مذہبی اغراض کو سیاسی اغراض [illegible] جو کبھی ہمارا مقصد نہیں ٹھیریں۔

منشی ظفر علیخان صاحب اس رسالہ کے ذریعہ جو کام لینا چاہتے ہیں احمدی قوم اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ خواجہ صاحب نے اپنی اس چٹھی میں جو مغربی دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے عنوان

کی ہو رہی ہے۔ خدا کا شکر اور فضل ہے کہ ہم ایسا امام نہیں رکھتے۔ جس کو کسی سوسائٹی نے بنایا ہو۔ جو اگر قوم کی رائے کے موافق آواز نہ نکالے تو نعوذ باللہ اس پر ملامت کی بوچھاڑ ہو۔ ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس دن سے جب کہ ہم کسی ایسے امام کے ماتحت ہوں۔ جو خدا کا بنایا ہوا نہ ہو۔ الحکم نے ہر ایسے موقعہ پر جبکہ کسی خطرہ کا امکان ہو سکتا ہو۔ قوم کو اس کے صحیح راستہ سے اطلاع دینے میں اپنی منصبی ذمہ داری کو سمجھا اور سمجھایا ہے۔ اور آج بھی جبکہ اس قسم کے ایجی ٹیشن کی ہوا ایسی چل رہی ہیں۔ میں نے تمہارا نصب العین تمہیں دکھا دیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کے وہ نائب جو ہندوستان میں حکومت کرتے ہیں۔ اس بات سے غافل نہیں ہو سکتے کہ یہی ایک جماعت ہے جو کبھی افراط اور تفریط کی لہروں میں نہیں بہی۔ اور ابتدا سے لیکر اس وقت تک گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کے جذبات میں ایک ہی صحیح راہ پر چل رہی ہے اور اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ وہ ایک قوم ہے جو امام کے ماتحت ہے جو اپنا ایک ایسا مسلم لیڈر رکھتی ہے جس کی آواز پر ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ ہاں یا نہیں جو چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ گورنمنٹ کے لئے ایک برکت اور فضل ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے انہیں عطا کیا ہے

* * *

لنڈن اور بلاد مغرب میں

تبلیغ سلسلہ

یہ بات تو اب نئی نہیں رہی کہ ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب لنڈن میں بیٹھ کر بلاد مغرب میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے مناسب اور ضروری تجاویز پر غور کر رہے ہیں انہوں نے بعض احمدی اخبارات میں ایک چٹھی اپنے تجارب اور مشکلات تبلیغ پر چھپوائی تھی۔ جس میں اہل الرائے مسلمانوں سے مشورہ پوچھا گیا تھا۔ اس میں انہوں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہاں تبلیغ کا کام زیادہ تر کامیابی کے ساتھ اگر ہو سکتا ہے **تو وہ قلم کے ذریعہ** لیکن جب انہوں نے اپنے مضامین لکھ کر اخبارات کے پاس بھیجے تو انہوں نے واپس کر دیئے اگرچہ خواجہ صاحب کو یہ خیال تھا کہ وہاں تاجرانہ اصول پر رائے وغیرہ بھی خریدی جا سکتی ہے اور اخبارات میں چھپوا لینا آسان امر ہے۔ مگر تجربہ نے ان کو بتایا کہ وہاں کے اخبارات میں مضامین کی اشاعت آسان نہیں اس لئے مجبور ہوئے کہ وہاں کے **کسی رسالہ سے اپنے مضامین** چھپنے کا ایک اجارہ کریں۔ یہاں جب یہ تحریک آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اولاً اسے پسند نہیں کیا مگر بعد میں اس کی اجازت دیدی گئی۔ چنانچہ بدر مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۳ء میں جو چٹھی شائع ہوئی ہے اس میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"میں نے اس سوال پر غور کیا اور خدا نے مجھے درست ایک راہ میرے لئے نکالدی ہے میں نے یہاں ایک ماہواری رسالہ سے ایک خاص انتظام کر لیا ہے۔ جس میں ہر ماہ میں ریویو آف ریلیجنز کے نصف کے برابر لکھا کرونگا اور وہ چھاپ دیگا۔ اور بالمقابل اس کو خاص امداد خریداروں کی مہیا کرنے ہیں یا اسکی خاص کاپیاں خریدنے میں دینی ہونگی۔"

اس مقصد اور غلبہ الٰہی والی پیشگوئی ایک اشتہار عربی۔ ترکی اور انگریزی شائع کرنے کیلئے انہوں نے **دو ہزار** کی اپیل کی ہے۔ اور **دو ہزار ایک** سال کے لئے اپنی ذاتی اخراجات کا اظہار کیا ہے۔ گو وہ اس کو قوم پر ڈالنا نہیں چاہتے۔ مگر قوم کی کم ہمتی ہوگی۔ اگر وہ ایسے کام میں انکی مددگار نہ ہو۔ بہرحال یہ سکیم ابھی شائع نہ ہو چکی تھی یا پورے طور پر اشاعت نہ پا چکی تھی۔ کہ **اخبار زمیندار میں مسلم انڈیا** ایک جدید رسالہ کی اشاعت کی خبر پڑھی گئی۔ جسکو خواجہ صاحب نے منشی ظفر علی خاں صاحب کے ایما یا تحریک و مشورہ سے جاری کرنا چاہا ہے۔ منشی ظفر علی خان صاحب نے ۱۶ فروری کے ہفتہ وار میں لکھا تھا کہ "کاش انڈیا کی طرح جو انڈین نیشنل کانگریس کے اغراض و مقاصد کی حمایت کے لئے وقف ہے کوئی اسلامی اخبار۔ یا میگزین یہاں ایسا موجود ہو جو عام اسلامی مقاصد کی حمایت کے علاوہ مسلمانان ہند کی ان مختص القوم غایات کی حفاظت کا نہایت ہی اہم فرض انجام دیتا ہوا۔ اس خطرناک لاعلمی کے چہرہ سے وقتاً فوقتاً پردہ اٹھاتا رہے جو مسلمانان ہند کی ان قومی ضروریات اور ان کے جذبات و احساسات کے متعلق کچھ تو مسلمانوں کی مساعی کی نارسائی اور کچھ اینگلو انڈین بزرگواروں کی غمازانہ دراندوزی سے اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔" "کاش خواجہ کمال الدین ہی کوئی نیم مذہبی و نیم سیاسی میگزین یہاں سے ایسا جاری کریں جو ہماری قوم کی ترجمانی کی خدمات اس ملک میں جہاں قوم انگلی حریت کا طرہ امتیاز ہے انجام دیا کرے اور ان مسلم میگزینوں کا نعم البدل ثابت ہو سکے"

یہ تحریک ایڈیٹر زمیندار نے لنڈن بیٹھ کر اپنے لاہور کے اخبار میں شائع کرائی اور اس کے چند روز بعد ان کا دوسرا مضمون جو انہوں نے لنڈن سے بھیجا زمیندار میں مسلم انڈیا کے عنوان سے شائع ہوتا ہے جس میں ایک نیم سیاسی اور نیم مذہبی رسالہ کے اجرا کی خبر دی گئی ہے جو ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب کی ایڈیٹری سے شائع ہوگا۔

اس تحریک کو پڑھ کر مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اس سوال کے روشن اور تاریک دونوں پہلو ظاہر کر دوں۔ جہانتک **ریویو آف ریلیجنز** کے انگریزی حصہ کو لنڈن منتقل کر دینے کا سوال تھا جہانتک کسی ولایتی رسالہ کی ایک خاص تعداد کو خرید کر اس میں مضامین شائع کرنیکا سوال تھا۔ یہ دونوں تجویزیں نہایت مفید نہایت بابرکت اور خوش آیند معلوم ہوتی تھیں کیونکہ بار ور کرنا تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ لیکن یہ جدید تجویز بہت بڑی حد تک اصلاح اور غور کے قابل ہے اور اگر ابھی اس سوال پر فکر نہ کی گئی تو پھر شاید اب از سر گزشت والا معاملہ ہو اس کے یہ معنے نہیں کہ رسالہ کے لئے چندہ اور خریداروں کی فراہمی کے کام میں سستی ہو۔ خریدار مہیا کئے جاویں۔ زر چندہ جمع کیا جاوے مگر رسالہ کی نوعیت وغیرہ پر غور کر لیا جاوے۔ میں نے اوپر کہا ہے کہ خواجہ صاحب کا جدید رسالہ ایڈیٹر زمیندار کے مشورہ سے شائع ہونے والا ہے۔ اس کے لئے میں نے زمیندار کے اس ابتدائی مضمون کا حوالہ دیا ہے جو ۱۶ فروری کے ہفتہ وار میں شائع ہوا ہے مگر اس کے بعد کی ولایتی ڈاک **مسلم انڈیا** کے عنوان سے جو مضمون لیکر آئی ہے اور ۲۷ فروری ۱۹۱۳ء کے روزانہ میں شائع ہوا ہے وہ اس حقیقت کا اظہار یوں کرتا ہے۔ "خواجہ کمال الدین جن مقاصد کو پیش نظر رکھکر انگلستان میں آئے تھے انکا تقاضا یہ تھا کہ ایک مذہبی **میگزین** خاص اہتمام کے ساتھ لنڈن سے نکالا جاوے۔ جو نہ صرف مسیحیت اور اس کی تہذیب پر تبصرہ نگار ہو بلکہ اسلامی حقائق کا شرح نویس ہو" چنانچہ خواجہ صاحب اس قسم کے میگزین کے اجرا کی تیاریاں کر بھی چکے ہیں لیکن اگر اسکا موضوع صرف مذہب ہوتا تو یہ میگزین ریویو آف ریلیجنز قادیان کا اڈیشن لنڈن کا ہو جاتا۔ اور وہ دلچسپیاں اس میں نظر نہ آتیں جو مغربی طبائع سیاسیات ہی سے مخصوص سمجھتی ہیں۔ اس لئے ہم نے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ مشورہ پیش کیا کہ اپنے مجوزہ رسالہ کو نیم **مذہبی** اور نیم سیاسی میگزین قرار دیں۔ اور اسے مسلمانان ہند کی مغربی آواز بنائیں ہم خواجہ صاحب کے ممنون ہیں کہ ہمارے مخلصانہ مشورہ کو انہوں نے قبول فرمایا۔ اور خدا کا نام لے کر **مسلم انڈیا** کے نام سے ایک ماہانہ میگزین اس مہینے سے نکالنے کا قصد کر لیا۔"

یہ اقتباس جو میں نے ایڈیٹر زمیندار کی تحریر کا کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے منشی ظفر علیخان صاحب کے مشورہ کے ماتحت اپنے مذہبی رسالہ کو نیم سیاسی رسالہ بنا دیا ہے ایڈیٹر زمیندار نے نہایت دلیری کیساتھ ہمارے قابل ناز رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی تحقیر کی ہے اور بتایا ہے کہ مغرب میں دلچسپی کا سامان نہیں رکھتا۔ ریویو آف ریلیجنز جس شان سے نکلتا ہے۔ اور جن حقایق و معارف کے موتیوں اور حق کے جواہر کو لیکر وہ جاتا ہے اس پر مغرب کی ساری دلچسپیوں کو ہم اس طرح قربان اور نثار کرنے کو آمادہ ہیں۔ جسطرح یہ ایرانی فلاسفر ؎ (بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را) ترک شیرازی کے خال پر سمرقند و بخارا نثار کرنے میں دلیر تھا!!

اس بحث کو چھوڑ کر میں جس امر کو پیش کرنا چاہتا وہ یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ اسی قسم کی بحث اور سوال ہے جو آج سے قریباً سات سال پہلے مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن نے پیش کیا تھا اور اب اسی پرانی شراب کو ایڈیٹر زمیندار نے دوسرے شیشہ میں انڈیل دیا ہے۔ احمدی جماعت اور اسکے مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا بھی گوارا نہ کیا تھا۔ کہ ہم اپنے رسالہ کو چند پیسوں کے لالچ میں احمدی ہیئت سے الگ کر دیں تو کیا آج ہماری غیرت ایسی کمزور ہو جاوے گی کہ آپ کی وفات کے پانچویں ہی سال میں اور پھر امام کی موجودگی میں مذہبی اغراض کو سیاسی اغراض کے تابع کر دیں جو کبھی ہمارا مقصد نہیں ٹھیریں۔

منشی ظفر علیخان صاحب اس رسالہ کے ذریعہ جو کام لینا چاہتے ہیں احمدی قوم اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ خواجہ صاحب نے اپنی اس چٹھی میں جو مغربی دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے عنوان

سے اخبارات میں شایع ہوئی ہے) لکھا کہ **پالٹکس یہاں کا دین وایمان ہے**۔ اسلئے پالٹکس کی بحث کیا ان کو مذہب کی طرف لے آئیگی۔ بلکہ ان میں اور غلو پیدا کرے گی۔ بہتر اور مناسب تو یہ ہے کہ انہیں اس شغل سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کیا جاوے۔ بہرحال ہماری جماعت کو اس پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر یہ **مسلم انڈیا** اپنے سیاسی حصہ میں نیشنل کانگریس کو اپنا امام بنا کر چلیگا۔ جیسا کہ ایڈیٹر زمیندار نے ۱۶۔ فروری کے اخبار میں مشورہ دیتے ہوئے کہا تہا کہ **کاش انڈیا کی طرح** جو انڈین نیشنل کانگرس کے اغراض ومفاد کی حمایت کے لئے وقف ہے" تو اس سے ہماری غرض فوت ہو جائیگی اور میری سمجھ میں جو کچھ بہی احمدی قوم اس پر صرف کرے گی وہ **ایک مسرفانہ حرکت** ہوگی۔ ہمارے لئے موزوں اور بہترین طریق جو اقرب بالامن ہے یہ ہے کہ **مذہبی رسالہ** خالصتہً جاری ہو۔ اور وہ **احمدیت** کے اصولوں پر جاری ہو اگر وکنگ اور ریویو کا جھگڑا ہمیں پیش نہ آیا ہوتا اور اس کا فیصلہ حضرت امام مغفور کی موجودگی میں نہ ہو چکا ہوتا تو شاید اس معاملہ پر ہمیں زیادہ سوچنے کی دقت ہوتی۔ لیکن وہی مشکل اور صورت بلکہ اس سے بڑھ کر معیوب رنگ اب پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ انگریزی میگزین احمدی قوم کا ایک مسلم آرگن بلاد غربیہ کے لئے ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ اس مقصد کے لئے لوگوں سے روپیہ لیتی ہے۔ مقبرہ بہشتی کی آمدنی کا بڑا حصہ اسی غرض کے لئے ہے۔ جس قوم نے لاکھوں روپیہ سلسلہ کی اغراض کے لئے دیدیا ہو اور جس نے خواجہ صاحب کی تحریکوں پر بہت کچھ دیا ہو اس کے متعلق یہ قیاس کرنا کہ پندرہ ہزار روپیہ کے مزید بوجھ کو نہ اٹھا سکے گی۔ جیسا کہ خواجہ صاحب اپنے [illegible] خط میں لکھتے ہیں۔ اسلئے میرا خیال یہ ہوا کہ حضرت [illegible] ہو [illegible] یہاں تشریف لے آویں اور کم از کم ریویو [illegible] ل کیا جاوے اس کے متعلق میں نے چٹھی مذکورہ بالا [illegible] لیکن مجھے بعد کے خطوط آمدہ از قادیان سے پتہ چلا کہ مولانا موصوف کو بغرض تکمیل ترجمہ انگریزی قرآن کریم ابہی کئی ماہ تک حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر رہنے کی ضرورت ہے نیز میری تجویز کم از کم پندرہ ہزار کا صرفہ آیندہ سال کے لئے چاہتی تھی جو موجودہ **تعمیر فنڈ کی ضرورت کے مقابل شاید قوم نہ دے سکے**"۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کے ولایت جانے کے بدوں اگر ایک ماہوار رسالہ وہاں سے جاری ہو سکتا ہے تو ان کے چند ماہ تک قادیان میں اور رہنے سے ریویو کے وہاں منتقل کرنے میں کوئی ہرج واقعہ نہیں ہوتا۔ وہ اب بہی ریویو کے عملی اڈیٹر نہیں اور ترجمہ کا کام کر رہے ہیں اسلئے محض اس ضرورت کی وجہ سے کہ وہ ابہی چونکہ وہاں نہیں جا سکتے اس کام کے التوا کی حاجت نہ تھی۔ بہرحال ترجمہ قرآن کریم کے لئے جانا پڑے گا۔ رہی یہ بات کہ قوم ۱۵۔ ہزار نہ دے سکے گی۔ میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اشاعت اسلام کی مد کا بجٹ اب بہی پندرہ ہزار کے قریب ہی ہوتا ہے اگر اسی میں دس بارہ ہزار کا اور اضافہ ہو جاوے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ رقم پوری نہ ہو جاوے بلکہ اگر ریویو کو وہاں منتقل کرنا ہوگا۔ تو اسقدر اضافہ بجٹ کی بہی شاید حاجت نہ ہو۔

سیاسی اور مذہبی مشترکہ رسالہ کی اشاعت ایک اور نقطہ خیال سے بہی درست نہیں احمدی قوم نے آجتک جو کام کیا ہے وہ اس کے انتظام اور نگرانی اور اثر کے نیچے ہے۔ لیکن جس رسالہ کو سیاسی نقطہ خیال سے مسلمانان ہند کا ترجمان بنایا جائیگا اور جسکے لئے وہ بہی روپیہ دیں گے کیا وہ حق نہیں رکہتے کہ اس کے مدیر کو اپنے نقطہ خیال پر چلانے کے لئے مجبور کریں۔ اس طرح پر اس رسالہ کو احمدی اثر سے الگ ہونا پڑے گا۔ اور قوم جبکہ ایک مشترکہ قوت سے اشاعت اسلام کا کام ریویو کے ذریعہ کر رہی ہے کیوں مجبور ہوگی کہ وہ ایک مستقل نظام کو چہوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے اس لئے یہ ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ اول تو جو رسالہ ولایت سے شایع ہو وہ ریویو آف ریلیجنز ہو اور اگر خاص حالات کے ماتحت ایسا نہ ہو سکے۔ خاص حالات سے میری مراد حضرت امام کی ممانعت ہو سکتی ہے تو پہر وہ جدید رسالہ نکلے وہ خالصتہً احمدی قوم کے اثر سے ہی شایع ہو۔ اور اگر دوسرے لوگوں کے اثر کے نیچے وہ رسالہ ہوگا تو یقیناً اس میں تصادم خیالات واقعہ ہوگا اسلئے یہ رسالہ بہی صدر انجمن کے صرف اور اسکی ملکیت اور قواعد کے ماتحت نکلنا چاہیئے۔ اور یہ تو مسلم بات ہے کہ سیاسی امور سے اس کو قطعاً مبرا رکہا جاوے خالص مذہبی رسالہ ہو اگر یہ خیال ہو اور یہ اصول درست ہو کہ بدوں یورپ کے سیاسی اخبارات کا اتباع کئے ہوئے اس کو کوئی نہ پڑہیگا نہیں تو ہمارے اصحاب حل وعقد کو اس سوال کا جواب دینا سخت مشکل ہوگا۔ پہر ریویو کے ذریعہ کیا تم نعوذ باللہ قوم کا روپیہ تلف کر رہے ہو؟ تمہارا کام محض پہنچانا ہے اس کے اثر اور نتیجہ کے تم ذمہ وار نہیں۔

ایسے رسالہ کو سیاسی امور سے الگ رکہنے کا میرا ہی خیال نہیں بلکہ میں سمجہتا ہوں کہ کوئی احمدی بہی اس کو پسند نہیں کرے گا۔ اور پہر کوئی شخص جو مذہب کی اشاعت کا شوق رکھتا ہے کبہی اس کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مولانا آزاد سبحانی صاحب پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور نے جو ہمارے مکرم بہائی خواجہ صاحب کے عاشق اور سرگرم مداح ہیں یہی رائے رکہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ان کو خط بہیجکر اپنی مطبوعہ چٹھی کے متعلق رائے پوچھی تھی۔ اور لکھا تہا کہ اسے اخبارات میں شایع کر دیں۔ چنانچہ مسلم گزٹ میں مولانا آزاد سبحانی نے اپنی رائے قریباً ڈیڑہ بڑے صفحہ پر لکھی ہے۔ اسکا آخری اقتباس میں یہاں دینا ضروری سمجہتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ خالی الذہن ہو کر جو شخص بہی اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کریگا وہ اشاعت مذہب کو مدنظر رکھ کر اس نتیجہ پر آئیگا۔ جس پر میں آیا ہوں۔ اور احمدی قوم کو تو یہ بہی سوچنا ہے کہ وہ رسالہ احمدی ہو یا احمدیت سے الگ ایسا رسالہ جو چند سال سے پہلے ایڈیٹر وکنگ چاہتا تہا مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ احمدی قوم اپنے امام کی موجودگی میں نعوذ باللہ اسقدر نہیں گر سکتی کہ وکنگ اور ریویو کے جہگڑے کی تاریخ اور فیصلہ کو بہول کر فیصلہ امام کی ترمیم کی ضرورت محسوس کرے۔

یہ مرحلہ ہمارے سامنے نیا نہیں ہے۔ جس حال میں ریویو ممالک غیر میں اشاعت وتبلیغ کے لئے نکالا گیا تہا اور قوم نے آج تک اس پر کم وبیش ایک لاکہہ کے قریب خرچ کیا ہے تو آیندہ اشاعت وتبلیغ کے کام میں اسی کو آگے بڑہانا ضروری ہے۔ اور اس مفید پہلو کو اسی کی مد میں لانا چاہیئے۔ جو اس مقصد کے لئے کارآمد ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک روز اثناء گفتگو میں اس خاکسار سے اتنا فرمایا کہ کیوں میگزین کی مفت اشاعت کا روپیہ وہاں نہ دیا جاوے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تجویز تو نہایت ہی مناسب اور بابرکت ہے۔ انجمن اگر چاہے تو حضرت کی خدمت میں باقاعدہ اس سوال کو پیش کر کے دریافت کرے۔ اگر مفت اشاعت کا فنڈ ادہر منتقل ہو جائیگا تو گویا ولایتی جدید رسالہ انجمن کا رسالہ ہوگا۔ اور وہ اسے اپنے اثر کے نیچے رکہہ کر خالص احمدی رسالہ بنا سکے گی۔ لیکن جب دوسرے مسلمان اس رسالہ کو اپنے روپیہ سے چلائیں گے اور اس میں آدہا حصہ سیاسی مضامین کا ہوگا تو یہ **"آدہا تیتر آدہا بٹیر"** ہمارے مقاصد کا ترجمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ جو تجویز ایک رسالہ کی گئی ہے اور جس کے لئے دو ہزار کی اپیل کی گئی ہے اس پر عمل ہو۔ غرض ضرورت ہے کہ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاوے اور اب میں آزاد سبحانی کی رائے درج کرتا ہوں اگرچہ اس کے بعض حصوں پر ریمارک کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس کو دوسری اشاعت کیلئے چہوڑتا ہوں (وباللہ التوفیق)

(آزاد سبحانی کی رائے)

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو اہل انگلستان کے عادات واطوار کے متعلق ہے غالباً میری تنقید کے دایرہ سے باہر ہے کیونکہ اب انگلستان کو وہ مجہ سے بہتر جانتے ہیں تاہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ اہل انگلستان کے دماغی اطوار ودلی جذبات کے متعلق جو کچہ خواجہ صاحب نے سوچا ہے ابہی وہ مزید غور وترمیم کا محتاج ہے۔ اس بارہ میں مسٹر بلنٹ وبراؤن یہ دونوں انگریزوں میں سے اور مسٹر امیر علی ومیجر سید حسن یہ دو مسلمانوں میں سے مشورہ کے لئے خاص طور پر موزوں ہیں لیکن مشورت سے زیادہ ذاتی غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اگرچہ یہ امر امید افزا ہے کہ وہاں کے عوام اپنے لیڈروں کے ہمہ تن پیرو ہیں اور لیڈروں میں ایک جدید انقلاب کا رجحان موجود ہے جو اسلام سے ان کو بہت قریب کر دیگا۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ پولیٹکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن کر دیا ہے اور یہ دشمنی اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک پوری دنیا اسلام محکوم بنکر امن ووفاداری کے ساتھ اپنے پردہ صدیاں گذار نہ دے۔ لیکن مسلمان اشاعت کے موہوم کامیابی پر اپنی موجودہ بچی کہچی حکومتوں کو قربان کرنا پسند نہیں کر سکتے۔ پس باسباب ظاہر نہ لیڈروں کا رجحان اسلام کے حق میں مفید ہو سکتا ہے نہ عوام کی عادت اتباع فایدہ بخش ہو سکتی ہے۔ ابہی اہل انگلستان کا مزید مطالعہ کرنا چاہیئے کہ دراصل یہی سب سے پہلا درس ہے جس کے ختم کرنے کی خواجہ صاحب کو ضرورت ہے البتہ اس رجحان سے ایک طرح فایدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ "وہ یہ کہ کم از کم وہ شخص جو انگلستان میں اشاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔ مثلاً خواجہ صاحب اپنے کو پولیٹیکل معاملات سے قطعی علاحدہ رکھے اور خود خالص روحانی رنگ میں جلوہ گر ہو کر اسلام کو بحیثیت خالص تصوف یا روحانیت کے پیش کرے کیونکہ یہ یاد رہے کہ داعی کا پولیٹیکل میلان اہل انگلستان کے مادہ تعصب کو اور زیادہ بہڑکانے کا سبب ہوگا۔ یہ اسطرح وہاں دلایل منطقی پر اعتماد کرنا اور اصول جدید کے مطابق حق تاویلوں اور تفسیروں کا بیان رواج ہے اس کو آلہ کامیابی سمجھنا حد درجہ کی غلطی ہے ان باتوں کا ہندوستان میں کچہ اثر رہا ہی نہیں انگلستان

سے اخبارات میں شایع ہوئی ہے) لکھا کہ **پالٹکس یہاں کا دین وایمان ہے**۔ اسلئے پالٹیکس کی بحث کیا ان کو مذہب کی طرف لے آئیگی۔ بلکہ ان میں اور شوق پیدا کرے گی۔ بہتر اور مناسب تو یہ ہے کہ انہیں اس شغل سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کیا جاوے۔ بہرحال ہماری جماعت کو اس پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر یہ **مسلم انڈیا** اپنے سیاسی حصہ میں نیشنل کانگریس کو اپنا امام بنا کر چلیگا۔ جیسا کہ ایڈیٹر زمیندار نے ۱۶۔ فروری کے اخبار میں مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ **کانسٹ انڈیا کی طرح** جو انڈین نیشنل کانگرس کے اغراض ومفاد کی حمایت کے لئے وقف ہے" تو اس سے ہماری غرض فوت ہو جائیگی۔ اور میری سمجھ میں جو کچھ بھی احمدی قوم اس پر صرف کرے گی وہ **ایک مسرفانہ حرکت** ہوگی۔ ہمارے لئے موزوں اور بہتریں طریق جو اقرب بالامن ہے یہ ہے کہ **مذہبی رسالہ** خالصتہً جاری ہو۔ اور وہ **احمدیت** کے اصولوں پر جاری ہو اگر وطن اور ریویو کا جھگڑا ہمیں پیش نہ آیا ہوتا اور اس کا فیصلہ حضرت امام مغفور کی موجودگی میں نہ ہوا ہوتا تو شاید اس معاملہ پر ہمیں زیادہ سوچنے کی دقت ہوتی۔ لیکن وہی مشکل اور صورت بلکہ اس سے بڑھ کر مہیب رنگ اب پیدا ہونے کا احتمال ہے انگریزی میگزین احمدی قوم کا ایک مسلم آرگن بلاد غربیہ کے لئے ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ اس مقصد کے لئے لوگوں سے روپیہ لیتی ہے مقبرہ بہشتی کی آمدنی کا بڑا حصہ اسی غرض کے لئے ہے۔ جس قوم نے لاکھوں روپیہ سلسلہ کی اغراض کے لئے دیدیا ہو اور جس نے خواجہ صاحب کی تحریکوں پر بہت کچھ دیا ہو اس کے متعلق یہ قیاس کرنا کہ **پندرہ ہزار روپیہ** کے مزید بوجھ کو نہ اٹھا سکے گی۔ جیسا کہ خواجہ صاحب اپنی مگر روانی چٹھی میں لکھتے ہیں۔ اسلئے میرا خیال یہ ہوا کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب یہاں تشریف لے آویں اور کم از کم ریویو کی انگریزی شاخ کو یہاں منتقل کیا جاوے اس کے متعلق میں نے چٹھی مذکورہ بالا میں یہ زور دیا لیکن مجھے بعد کے خطوط آمدہ از قادیان سے پتہ چلا کہ مولانا موصوف کو بغرض تکمیل ترجمہ انگریزی قرآن کریم ابھی کئی ماہ تک حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر رہنے کی ضرورت ہے نیز میری تجویز کم از کم پندرہ ہزار کا صرفہ آیندہ سال کے لئے چاہتی تھی جو موجودہ **تعمیر فنڈ کی ضرورت کے مقابل شاید قوم نہ دیسکے**۔" +

جناب مولوی محمد علی صاحب کے ولایت جانے کے بدوں اگر ایک ماہوار رسالہ وہاں سے جاری ہو سکتا ہے تو ان کے چند ماہ تک قادیان میں اور رہنے سے ریویو کے وہاں منتقل کرنے میں کوئی ہرج واقعہ نہیں ہوتا۔ وہ اب بھی ریویو کے عملی اڈیٹر نہیں اور ترجمہ کا کام کر رہے ہیں اسلئے محض اس ضرورت کی وجہ سے کہ وہ ابھی چونکہ وہاں نہیں جاسکتے اس کام کے التوا کی حاجت نہ تھی۔ بہرحال ترجمہ قرآن کریم کے لئے جانا پڑے گا۔ رہی یہ بات کہ قوم ۱۵-۱۶ ہزار نہ دے سکے گی۔ میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اشاعت اسلام کی مد کا بجٹ اب بھی پندرہ ہزار کے قریب ہی ہوتا ہے۔ اگر اسی میں دس بارہ ہزار کا اور اضافہ ہو جاوے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ رقم پوری نہ ہو جاوے بلکہ اگر ریویو کو وہاں منتقل کرنا ہوگا۔ تو اس قدر اضافہ بجٹ کی بھی شاید حاجت نہ ہو +

سیاسی اور مذہبی مشترکہ رسالہ کی اشاعت ایک اور نقطہ خیال سے بھی درست نہیں احمدی قوم نے آجتک جو کام کیا ہے وہ اس کے انتظام اور نگرانی اور اثر کے نیچے ہے۔ لیکن جس رسالہ کو سیاسی نقطہ خیال سے مسلمانان ہند کا ترجمان بنایا جائیگا اور جسکے لئے وہ بھی روپیہ دیں گے کیا وہ حق نہیں رکھتے کہ اس کے مدیر کو اپنے نقطہ خیال پر چلانے کے لئے مجبور کریں۔ اس طرح یہ اس رسالہ کو احمدیت اثر سے الگ ہونا پڑے گا۔ اور قوم جبکہ ایک مشترکہ قوت سے اشاعت اسلام کا کام ریویو کے ذریعہ کر رہی ہے کیوں مجبور ہوگی کہ وہ ایک مستقل نظام کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے اس لئے یہ ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ اول تو جو رسالہ ولایت سے شایع ہو وہ ریویو آف ریلیجنز ہو اور اگر خاص حالات کے ماتحت ایسا نہ ہو سکے۔ خاص حالات سے میری مراد حضرت امام کی ممانعت ہوسکتی ہے تو پھر وہ جدید رسالہ نکلے وہ خالصتہً احمدی قوم کے اثر سے شایع ہو۔ اور اگر دوسرے لوگوں کے اثر کے نیچے وہ رسالہ ہوگا تو یقیناً اس میں تصادم خیالات واقعہ ہوگا اسلئے یہ رسالہ بھی صدر انجمن کے صرف اور اسکی ملکیت اور قواعد کے ماتحت نکلنا چاہیئے۔ اور یہ تو مسلم بات ہے کہ سیاسی امور سے اس کو قطعاً مبرا رکھا جاوے خالص مذہبی رسالہ ہو اگر یہ خیال ہو اور یہ اصول درست ہو کہ بدوں یورپ کے سیاسی اخبارات کا اتباع کئے ہوئے اس کو کوئی نہ پڑھیگا نہیں تو ہمارے اصحاب حل وعقد کو اس سوال کا جواب دینا سخت مشکل ہوگا۔ پھر ریویو کے ذریعہ کیا تم نعوذ باللہ قوم کا روپیہ تلف کر رہے ہو؟۔ تمہارا کام محض پہونچانا ہے اس کے اثر اور نتیجہ کے تم ذمہ دار نہیں۔

ایسے رسالہ کو سیاسی امور سے الگ رکھنے کا میرا ہی خیال نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی احمدی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا۔ اور پھر کوئی شخص جو مذہب کی اشاعت کا شوق رکھتا ہے کبھی اس کے ساتھ اتفاق نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مولانا آزاد سبحانی صاحب پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور نے جو ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب کے عاشق اور سرگرم مداح ہیں یہی رائے رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ان کو خط بھیجکر اپنی مطبوعہ چٹھی کے متعلق رائے پوچھی تھی۔ اور لکھا تھا کہ اُسے اخبارات میں شایع کردیں۔ چنانچہ مسلم گزٹ میں مولانا آزاد سبحانی نے اپنی رائے قریباً ڈیڑھ بڑے صفحہ پر لکھی ہے۔ اسکا آخری اقتباس میں یہاں دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ خالی الذہن ہو کر جو شخص بھی اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کریگا وہ اشاعت مذہب کو مدنظر رکھ کر اسی نتیجہ پر آئیگا جس پر میں آیا ہوں۔ اور احمدی قوم کو تو یہی سوچنا ہے کہ وہ رسالہ احمدی ہو یا احمدیت سے الگ ایسا رسالہ جو چند سال سے پہلے ایڈیٹر وطن چاہتا تھا مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ احمدی قوم اپنے امام کی موجودگی میں نعوذ باللہ اسقدر نہیں گر سکتی کہ وطن اور ریویو کے جھگڑے کی تاریخ اور فیصلہ کو بھول کر فیصلہ امام کی ترمیم کی ضرورت محسوس کرے +

یہ مرحلہ ہمارے سامنے نیا نہیں ہے جس حال میں ریویو ممالک غیر میں اشاعت وتبلیغ کے لئے نکالا گیا تھا اور قوم نے آج تک اس پر کم وبیش ایک لاکھ کے قریب خرچ کیا ہے تو آیندہ اشاعت وتبلیغ کے کام میں اسی کو آگے بڑھانا ضروری ہے۔ اور اس مفید پہلو کو اسی کی مد میں لانا چاہیئے۔ جو اس مقصد کے لئے کارآمد ہو +

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک روز اثناء گفتگو میں اس خاکسار سے اتنا فرمایا کہ کیوں میگزین کی مفت اشاعت کا روپیہ وہاں نہ دیا جاوے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تجویز نہایت ہی مناسب اور بابرکت ہے۔ انجمن اگر چاہے تو حضرت کی خدمت میں باقاعدہ اس سوال کو پیش کر کے دریافت کرے۔ اگر مفت اشاعت کا فنڈ ادھر منتقل ہو جائیگا تو گویا ولایتی جدید رسالہ انجمن کا رسالہ ہوگا۔ اور وہ اسے اپنے اثر کے نیچے رکھ کر خالص احمدی رسالہ بنا سکے گی۔ لیکن جب دوسرے مسلمان اس رسالہ کو اپنے روپیہ سے چلائیں گے اور اس میں ادھا حصہ سیاسی مضامین کا ہوگا تو یہ **ادھا تیتر ادھا بٹیر** ہمارے مقاصد کا ترجمان نہیں ہوسکتا۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ جو تجویز ایک رسالہ سے کی گئی ہے اور جس کے لئے دو ہزار کی اپیل کی گئی ہے اس پر عمل ہو۔ غرض ضرورت ہے کہ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاوے اور اب میں آزاد سبحانی کی رائے درج کر دیتا ہوں اگرچہ اس کے بعض حصوں پر ریمارک کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس کو دوسری اشاعت کیلئے چھوڑتا ہوں (وباللہ التوفیق)

(آزاد سبحانی کی رائے)

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو اہل انگلستان کے عادات واطوار کے متعلق ہے غالباً میری تنقید کے دایرہ سے باہر ہے کیونکہ اب انگلستان کو وہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں تاہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ اہل انگلستان کے دماغی اطوار و دلی جذبات کے متعلق جو کچھ خواجہ صاحب نے سوچا ہے ابھی وہ مزید غور وترمیم کا محتاج ہے۔ اس بارہ میں مسٹر بلنٹ و براؤن یہ دونوں انگریزوں میں سے اور مسٹر امیر علی و میجر سید حسن یہ دو مسلمانوں میں سے مشورہ کے لئے خاص طور پر موزوں ہیں لیکن مشورت سے زیادہ ذاتی غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اگرچہ یہ امر امید افزا ہے کہ وہاں کے عوام اپنے لیڈروں کے ہمہ تن پیرو ہیں اور لیڈروں میں ایک جدید انقلاب کا رجحان موجود ہے جو اسلام سے ان کو بہت قریب کردیگا۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ پولٹیکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن کر دیا ہے اور یہ دشمنی اس وقت تک نہیں جاسکتی جب تک پوری دنیا اسلام محکوم بنکر امن وفاداری کے ساتھ اپنے پر دو صدیاں گذار نہ دے۔ لیکن مسلمان اشاعت کے موہوم کامیابی پر اپنی موجودہ بچی کھچی حکومتوں کو قربان کرنا پسند نہیں کرسکتے۔ پس باسباب ظاہر نہ لیڈروں کا رجحان اسلام کے حق میں مفید ہوسکتا ہے نہ عوام کی عادت اتباع فائدہ بخش ہوسکتی ہے۔ ابھی اہل انگلستان کا مزید مطالعہ کرنا چاہیئے کہ دراصل یہی سب سے پہلا درس ہے جس کے ختم کرنے کی خواجہ صاحب کو ضرورت ہے البتہ اس رجحان سے ایک طرح فایدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔ وہ یہ کہ کم از کم وہ شخص جو انگلستان میں اشاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔ مثلاً خواجہ صاحب اپنے کو پولٹیکل معاملات سے قطعی علاحدہ رکھے اور خود خالص روحانی رنگ میں جلوہ گر ہو کر اسلام کو بحیثیت خالص تصوف یا روحانیت کے پیش کرے کیونکہ یہ یاد رہے کہ داعی کا پولٹیکل میلان اہل انگلستان کے مادہ تعصب کو اور زیادہ بھڑکانے کا سبب ہوگا۔ یہ اسطرح وہاں دلایل منطقی پر اعتماد کرنا اور اصول جدیدہ کے مطابق حق تاویلوں اور تفسیروں کا یہاں رواج ہے اس کو آلہ کامیابی سمجھنا صد درجہ کی غلطی ہے ان باتوں کا ہندوستان میں کچھ اثر رہا ہی نہیں انگلستان

انگلستان و امریکہ میں کیا اثر ہوگا۔ جو تاویل و دلایل دونوں کا مجمع ہے۔ اور جس سے خود ان کی طبایع اکتا چکی ہیں۔ چند پادریوں کا عقلی دلیلوں سے ساکت کر دینا خواہ وہ پادری انگلستان میں رہتے ہوں خواہ ہندوستان میں کوئی اہم معاملہ نہیں ہے نہ اس کا ذرہ بھر نتیجہ نکلنے والا ہے۔ ہندوستان میں یہ روزمرہ ہی ہوا کرتا ہے میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اہل مغرب صرف روحانیت کے پیاسے ہیں۔ اور صرف یہی جنس اُن کے لئے نئی ہے۔ اس سے پہلے سوامی ووئیکانند امریکہ میں اپنا اور اپنے اُستاد کا ڈنکہ بجا آچکے ہیں جو ہم نے تقریبًا اکثر لکچر پڑھے ہیں۔ جو انگریزی زبان میں ہیں۔ ان کے لکچروں کی کامیابی کا راز اسی روحانیت میں ہے جسکا عنصر ان میں غالب ہے۔ خود سوامی ووئیکانند امریکہ گئے بھی تو سنیاسی لباس میں۔ یعنی ان کی شکل ایک سادھو کی سی تھی۔ ان کے استاد رام کرشن پرم ہنس کی شہرت بلاد مغرب میں سوامی جی سے زیادہ تھی حالانکہ وہ ایک جاہل شخص تھے۔ اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان میں روحانیت تھی۔ اور بلاد مغرب کیلئے یہی چیز نئی ہے۔ اور اب تو مغرب پر انحصار نہیں ہے خود مشرق میں بھی آئندہ مذہبی کامیابی کا یہی ایک ذریعہ رہجائیگا۔ کیونکہ مشرق بھی تاویل و دلایل سے اکتا چکا ہے۔ خواجہ صاحب نے غلطی کی کہ اپنا لباس عمل والا بدلنا کچھ مضایقہ نہ تھا۔ لیکن تبدیلی درویشانہ حد کیطرف ہونا چاہیئے تھی نہ کہ الٹا مغربی رغبت کی طرف نفس لباس کے مسئلہ پر ہم کو اعتراض نہیں ہے بلکہ اس حیثیت کے لحاظ سے جو خواجہ صاحب کے وہاں ہونا چاہیئے۔ خیر اب بھی موقعہ باقی ہے کہ کسی مناسب موقعہ پر ان کو درویشانہ لباس میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے یہ بھی غلطی کی کہ پولٹیکل مضامین لکھنا شروع کر دیا۔ اگرچہ یہ بھی جانتا ہوں کہ اس مصیبت کے وقت دلی جوش کا ضبط کسدرجہ مشکل کام ہے؟" لیکن خواجہ صاحب کی ہمت کو اس مشکل سے بھی زیادہ ارفع ہونا چاہیئے کیونکہ انکا کام انتہاء سے زیادہ مشکل ہے۔ آیندہ سے یہ کام مسٹر ظفر امیر علی کے سپرد کر دیں۔ اور خود ہر انداز و ادا سے روحانیت کا مظہر خاص بننے کی سعی کریں مگر کیا خواجہ صاحب پسند کریں گے کہ اپنا تھوڑا سا وقت طلب روحانیت کی بھی نذر کریں ذکر و مراقبہ کے اصول پر شاید یہ بات خواجہ صاحب کے لئے اور اکثر نوجوانوں کے لئے مضحکہ انگیز ہو اور وقت سے پہلے میں اس موضوع پر لب کو ہلانا چاہتا ہی نہیں تھا۔ لیکن مضحکہ و ملامت کا خوف مجھ کو اظہار حق سے کبھی باز نہیں رہ سکتا" اور ضرورت تقاضا کر رہی تھی۔ کہ گو یہ امر قبل از وقت ہو مگر اس کو ظاہر کر دوں ؎

ما اگر نہ رسیدیم تو شاید برسی"

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو تدابیر اشاعت کے متعلق ہے ہم ہندوستان میں رہنے والوں کی رائے زنی کے دائرہ میں بخوبی آسکتا ہے۔ مگر اس کی تفصیل کا موقعہ غالبًا کوئی دوسرا ہو یہاں صرف اس ایک تدبیر کے متعلق جو خواجہ صاحب نے پیش کی ہے کچھ عرض کرتا ہے۔ وہ یہ کہ انگلستان میں "ایک انگریزی ماہوار رسالہ مذہب کے موضوع پر شایع کیا جائے" یہ رائے نہایت مناسب ہے کہ میں ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں خواجہ صاحب کی مدد کریں۔

لیکن اس وقت جبکہ چند اصول و شرائط کو پہلے سے طے کر لیا جائے۔

(۱) یہ رسالہ خاص مذہبی ہو اور اس کی اصلی بنیاد روحانیت پر ہو۔ یعنے بجائے فلسفہ و کلام کے معارف التصوف کو شرح اسلام کا آر بنایا جائے اور پالٹیکس کی تو اس میں کہیں بو بھی نہ ہو۔ یہ نہ اس لئے کہ اڈیٹر رسالہ کو بزدل یا خوشامدی ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس لئے کہ لوگ اس پر اعتماد کریں اور اصول تقسیم عمل پر وہ اپنا فرض انتہا اسی ایک امر کو قرار دے (۲) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس رسالہ کا اڈیٹر کون ہوگا؟ اگر خود خواجہ صاحب۔ تو ان کو بقدر ضرورت علم و ادب بھی پڑھنا چاہیئے تاکہ وہ براہ راست تفاسیر و احادیث کا مطالعہ کر سکیں ورنہ نہ ان کے معلومات قابل اعتماد ہوں گے نہ ان کی تحریروں میں زور پیدا ہوگا۔ عقل و نقل دونوں کو ساتھ رکھنا چاہیئے۔ ادب کی تحصیل کے بعد علم تصوف کا گہرا مطالعہ بھی کرنا لازم ہے میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اسلام کی قدر و قیمت کا راز اس کے تصوف میں پوشیدہ ہے اور نہ یہ الزام اسلام کے سر سے ہرگز ہرگز نہ اٹھ سکیگا کہ وہ بعض دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ان فلاسفیکل الجھن ہے۔ تصوف کے رطب و یابس میں بعض باتیں مضر اسلام بھی موجود ہیں لیکن ان کنکروں پتھروں کے انبار میں لاکھوں کروڑوں جواہر بھی ملے پڑے ہیں۔ ہاں چننے والے میں بصارت کے بصیرت کی قابلیت شرط ہے۔ خواجہ صاحب اگر ان ضروریات کی تکمیل کے بعد قلم اٹھائینگے تو نفع کی امید ہے ورنہ ایک فضیلت حاصل یا بلندی آوازہ کے سوا غالبًا کوئی نتیجہ نہیں اگر کوئی صاحب ہوں تو انگریزی کے علاوہ یہ خصوصیات ان میں بھی ہونی چاہئیں

(۳) اردو اور عربی کے بعد عمدہ مضامین کو انگریزی میں ترجمہ کرا کے شایع کرنیکا بھی سامان کیا جاوے۔ ان امور کی تکمیل سے پہلے اجراء رسالہ قبل از وقت ہوگا۔ **پس وقت آنے تک صرف عام مضامین** لکچرس اور زبانی فہمایشوں پر قناعت کرنا چاہیئے۔ بلکہ بعد اجراء رسالہ بھی ان چیزوں کا سلسلہ جاری رکھنا ضروری ہوگا۔ اخباری تحریروں یا رسالوں کا اتنا گہرا اثر نہیں پڑتا جتنا وعظوں اور دوستانہ نصیحتوں کا ہوتا ہے۔ گویا آج بھی اور ہمیشہ خواجہ صاحب کو اپنے آپ کو بجائے اڈیٹر و مصنف کے زیادہ تر واعظ و داعی سمجھنا چاہیئے۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور امر سب سے زیادہ قابل توجہ ہے وہ یہ کہ وہ مسلمان طلباء جو انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور وہاں سے عمومًا آزاد اندیشہ لامذہب ہو کر آتے ہیں ان کی درستی پر زیادہ توجہ کیجائے کیونکہ وہ درست ہو جاینگے بعد انگلستان میں اشاعت کیلئے بھی مفید ثابت ہوں گے۔ اور جب ہندوستان میں آئیں گے تو یہاں بھی سوسائٹی کیلئے بحیثیت مذاہب نافع ٹھیریں گے۔ اور ان کی درستی سے ہندوستان کے اعلی تعلیم یافتہ مسلمان طبقہ کا الحاد بہت کچھ فرو ہو جائیگا یہ کام خواجہ صاحب کیلئے آسان بھی ہے اور مفید بھی ہے لہذا ہم کو امید کرنا چاہیئے کہ خواجہ صاحب اس کو نہ بھولیں گے۔ بعض کام کہنے میں حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ مگر نتیجہ میں نہایت عظیم الشان ہوتے ہیں ؎

بر رسولاں بلاغ باشد و بس"

* * *

ایک ہندو لڑکی کا مقدمہ لاہور میں

بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء مسماۃ ویرو المعروف برکت بی بی کا مقدمہ ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں آخرکار پیش ہوا۔ ناظرین کی یاددہانی کے لئے یہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ مساۃ ویرو وہ ہندو لڑکی ہے کہ جس کی نسبت آگے بھی اخبارات میں اشاعت ہو چکی ہے۔ یہ لڑکی در اصل ضلع امرتسر کی رہنے والی ہے اپنے خاوند کی وفات کے بعد جب اپنے والدین کے گھر بیوہ ہو کر گئی۔ تو والدین نے اس کو بیرحمی سے گھر سے نکال دیا۔ اور سسرال نے بھی اسکی پرواہ نہ کی اس پر وہ شہر امرتسر میں ایک مولوی صاحب کے ہاتھ سے مسلمان ہو گئی اور اُس نے اپنی خوشی سے ایک شخص مسمی احمد علی ساکن بھاٹی لاہور کیساتھ نکاح کر لیا۔ اور لاہور آ گئی۔ اس پر لڑکی کے بھائی نرسنگداس نے ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں دعوی گارڈینی کا اس بنا پر دایر کر دیا۔ کہ چونکہ وہ لڑکی کا بھائی ہے اور لڑکی نابالغ ہے۔ اس لئے لڑکی اس کے سپرد ہونی چاہیئے۔ بعد گزرنے شہادت سول سرجن لاہور کے جس کی گواہی مدعی کے حق میں اسطرح کی تھی کہ لڑکی کی عمر ۱۶ سال سے کم ہے بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو ہر دو جانب سے بحث ہوئی۔ مدعی نرسنگداس کی طرف سے مسٹر ہربرٹ اور لالہ بلونت رائے پلیڈران لاہور اور منجانب احمد علی مدعا علیہ مسٹر بدر الدین قریشی بیرسٹر ایٹ لا لاہور پیش ہوئے۔ مدعی کے وکیل نے پہلے بحث کی۔ اور پھر مسٹر بدر الدین قریشی نے بیان کیا کہ اول زیر دفعہ ۱۷۔ ایکٹ گارڈین یہ دیکھنا لازمی ہے کہ لڑکی کس کے پاس رہنا چاہتی ہے اور چونکہ لڑکی اپنے خاوند کیساتھ جانا چاہتی ہے اور نیز وہ ایک سمجھدار لڑکی ہے اس لئے اس کی رائے کو ترجیح دینی قانونًا لازمی ہوگی۔ دوئم یہ کہ زیر دفعہ ۱۹۔ ایکٹ گارڈینی جب کہ ایک لڑکی نابالغہ شادی شدہ ہو تو مطابق اس دفعہ کے کوئی اور شخص سوائے خاوند کے گارڈین نہیں بنایا جا سکتا۔ سوم یہ کہ زیر دفعہ ۱۷۔ ایکٹ گارڈین سب سے ضروری بات اس مقدمہ میں جیسا کہ ہر مقدمہ گارڈینی میں ہوتا ہے یہ ہے کہ کسی گارڈین کے تقرر کرنے میں نابالغہ کا فائدہ ہے۔ چونکہ لڑکی مسلمان ہو گئی ہے۔ اور اس کا بھائی جو ولی بننا چاہتا ہے ہندو ہے۔ اس لئے مطابق عام اصول مذاہب کے اس نابالغہ کا گارڈین بھائی کو مقرر کرنا بالکل نابالغہ کے فایدہ کے مخالف ہے کیونکہ مسلمان لڑکی کسی ایسے گارڈین کے تابعہ ہو سکتی جو مخالف مذہب کا پیرو ہو۔ ان تین وجوہات کے مطابق در اصل جو شخص سب سے زیادہ مناسب گارڈین ہونے کا ہے وہ مدعا علیہ ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر بدر الدین قریشی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ زیر دفعہ ۱۔ ایکٹ گارڈین اور ۷ [illegible] ریورسر صفحہ ۲۷۵ کے رو سے ڈسٹرکٹ جج لاہور کو اختیار ہی سماعت دعوی کا نہیں۔ کیونکہ در اصل اس عدالت میں دعوی کرنا چاہیئے جہاں کہ لڑکی کے والدین کی بود و باش ہو۔ بعد سننے بحث ہر دو فریقین حکم ہوا کہ نرسنگداس لڑکی کے بھائی کا دعوی خارج۔ اور لڑکی حوالہ مدعا علیہ کیجاوے۔

مسٹر بدر الدین قریشی نے جس قابلیت کیساتھ اس مقدمہ کی پیروی کی ہے۔ ہر چند وہ ان کا فرض تھا۔ لیکن چونکہ اس مقدمہ نے ایک قومی اور مذہبی مقدمہ کی صورت اختیار کر لی تھی اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مسٹر بدر الدین صاحب نے نہ صرف اپنا فرض ادا کیا بلکہ انہوں نے اہل اسلام اور اسلام کی ایک خدمت سر انجام دی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے +

انگلستان و امریکہ میں کیا اثر ہوگا۔ جو تاویل و دلایل دونوں کا منبع ہے۔ اور جس سے خود ان کی طبایع اکتا چکی ہیں۔ چند پادریوں کا عقلی دلیلوں سے ساکت کر دینا خواہ وہ پادری انگلستان میں رہتے ہوں خواہ ہندوستان میں کوئی اہم معاملہ نہیں ہے نہ اس کا ذرہ بھر نتیجہ نکلنے والا ہے۔ ہندوستان میں یہ روزمرہ ہی ہوا کرتا ہے میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اہل مغرب صرف روحانیت کے پیاسے ہیں۔ اور صرف یہی جنس اُن کے لئے نئی ہے۔ اس سے پہلے سوامی دو دیکانند امریکہ میں اپنا اور اپنے اُستاد کا ڈنکا بجا آچکے ہیں ہم نے تقریباً اکثر لکچر پڑھے ہیں۔ جو انگریزی زبان میں ہیں۔ ان کے لکچروں کی کامیابی کا راز اسی روحانیت میں ہے جسکا عنصر ان میں غالب ہے۔ خود سوامی دو دیکانند امریکہ گو بھی تو سنیاسی لباس میں۔ یعنی ان کی شکل ایک سادھو کی سی تھی۔ ان کے استاد رام کرشن پرم ہنس کی شہرت بلاد مغرب میں سوامی جی سے زیادہ تھی حالانکہ وہ ایک جاہل شخص تھے۔ اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ اُن میں روحانیت تھی۔ اور بلاد مغرب کیلئے یہی چیز نئی ہے۔ اور اب تو مغرب پر انحصار نہیں ہے خود مشرق میں بھی آئندہ مذہبی کامیابی کا یہی ایک ذریعہ رہجائیگا۔ کیونکہ مشرق ہی تاویل و دلایل سے اکتا چکا ہے۔ خواجہ صاحب نے غلطی کی کہ اپنا لباس علی الاعلان بدلنا کچھ مضایقہ نہ تھا۔ لیکن تبدیلی درویشانہ حد کیطرف ہونا چاہیئے تھی نہ کہ الٹا مغربی زینت کی طرف نفس لباس کے مسئلہ پر ہم کو اعتراض نہیں ہے بلکہ اس حیثیت کے لحاظ سے جو خواجہ صاحب کے وہاں ہونا چاہیئے۔ خیر اب بھی موقعہ باقی ہے کہ کسی مناسب موقعہ پر ان کو درویشانہ لباس میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے یہ بھی غلطی کی کہ پولیٹیکل مضامین لکھنا شروع کر دیا۔ اگرچہ یہ بھی جانتا ہوں کہ اس مصیبت کے وقت دلی جوش کا ضبط کسدرجہ مشکل کام ہے۔ لیکن خواجہ صاحب کی ہمت کو اس مشکل سے بھی زیادہ ارفع ہونا چاہیئے کیونکہ انکا کام انتہا سے زیادہ مشکل ہے۔ آیندہ سے یہ کام مسٹر ظفر و امیر علی کے سر چھوڑ دیں۔ اور خود ہر انداز و ادا سے روحانیت کا مظہر خاص بننے کی سعی کریں۔ مگر کیا خواجہ صاحب پسند کریں گے کہ اپنا تھوڑا سا وقت طلب روحانیت کی بھی نذر کریں ذکر و مراقبہ کے اصول پر شاید یہ بات خواجہ صاحب کے لئے اور اکثر نوجوانوں کے لئے مضحکہ انگیز ہو اور وقت سے پہلے میں اس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہی نہیں تھا۔ لیکن مضحکہ و ملامت کا خوف مجھ کو اظہار حق سے کبھی باز نہیں رہ سکتا۔" اور ضرورت تقاضا کر رہی تھی۔ کہ گو یہ امر قبل از وقت ہو مگر اس کو ظاہر کر دوں ؎

ما اگر نہ رسیدیم تو شاید برسی۔"

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو تدابیر اشاعت کے متعلق ہے ہم ہندوستان میں رہنے والوں کی رائے زنی کے دائرہ میں بخوبی آسکتا ہے۔ مگر اس کی تفصیل کا موقعہ غالباً کوئی دوسرا ہو یہاں صرف اس ایک تدبیر کے متعلق جو خواجہ صاحب نے پیش کی ہے کچھ عرض کرتا ہے۔ وہ یہ کہ انگلستان میں "ایک انگریزی ماہوار رسالہ مذہب کے موضوع پر شایع کیا جائے" یہ رائے نہایت مناسب ہے کہ میں ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں خواجہ صاحب کی مدد کریں۔ لیکن اسی وقت جبکہ چند اصول و شرایط کو پہلے سے طے کر لیا جائے۔

(۱) یہ رسالہ خاص مذہبی ہو اور اس کی اصلی بنیاد روحانیت پر ہو۔ یعنے بجائے فلسفہ و کلام کے معارف التصوف کو تشریح اسلام کا آلہ بنایا جائے اور پالیٹکس کی تو اس میں کہیں بو بھی نہو۔ یہ نہ اس لئے کہ اڈیٹر رسالہ کو بزدل یا خوشامدی ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس لئے کہ لوگ اس پر اعتماد کریں اور اصول تقسیم عمل پر وہ اپنا فرض انتہا اسی ایک امر کو قرار دے (۲) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس رسالہ کا اڈیٹر کون ہوگا؟ اگر خود خواجہ صاحب۔ تو ان کو بقدر ضرورت علم و ادب بھی پڑھنا چاہیئے تاکہ وہ براہ راست تفاسیر و احادیث کا مطالعہ کر سکیں ورنہ نہ ان کے معلومات قابل اعتماد ہوں گے نہ ان کی تحریروں میں زور پیدا ہوگا۔ عقل و نقل دونوں کو ساتھ رکھنا چاہیئے۔ ادب کی تحصیل کے بعد علم تصوف کا گہرا مطالعہ بھی کرنا لازم ہے میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اسلام کی قدر و قیمت کا راز اس کے تصوف میں پوشیدہ ہے اور نہ یہ الزام اسلام کے سر سے ہرگز ہرگز نہ اٹھ سکیگا کہ وہ بعض دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ان فلاسفیکل ریلیجن ہے۔ تصوف کے رطب و یابس میں بعض باتیں مضر اسلام بھی موجود ہیں۔ لیکن ان کنکروں پتھروں کے انبار میں لاکھوں کروڑوں جواہر بھی ملے پڑے ہیں۔ ہاں چننے والے میں بصارت و بصیرت کی قابلیت شرط ہے۔ خواجہ صاحب اگر ان ضروریات کی تکمیل کے بعد قلم اوٹھائیں گے تو نفع کی امید ہے ورنہ ایک تحصیل حاصل یا بلندی آوازہ کے سوا غالباً کوئی نتیجہ نہیں اگر کوئی صاحب ہوں تو انگریزی کے علاوہ یہ خصوصیات ان میں بھی ہونی چاہئیں

(۳) اردو اور عربی کے بعد عمدہ مضامین کو انگریزی میں ترجمہ کرا کے شایع کرنیکا بھی سامان کیا جاوے۔ ان امور کی تکمیل سے پہلے اجراء رسالہ قبل از وقت ہوگا۔ **پس وقت آنے تک صرف عام مضامین** لکچروں اور زبانی فہمایشوں پر قناعت کرنا چاہیئے۔ بلکہ بعد اجراء رسالہ بھی ان چیزوں کا سلسلہ جاری رکھنا ضروری ہوگا۔ اخباری تحریروں یا رسالوں کا اتنا گہرا اثر نہیں پڑتا جتنا وعظوں اور دوستانہ نصیحتوں کا ہوتا ہے۔ گویا آج ہی اور ہمیشہ خواجہ صاحب کو اپنے آپ کو بجائے اڈیٹر و مصنف کے زیادہ تر واعظ و داعی سمجھنا چاہیئے۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور امر سب سے زیادہ قابل توجہ ہے وہ یہ کہ وہ مسلمان طلباء جو انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور وہاں سے عموماً تراشیدہ لامذہب ہو کر آتے ہیں ان کی درستی پر زیادہ توجہ کیجائے کیونکہ وہ درست ہو جانیکے بعد انگلستان میں اشاعت کیلئے بھی مفید ثابت ہوں گے۔ اور جب ہندوستان میں آئیں گے تو یہاں بھی سوسائٹی کیلئے بحیثیت مذاہب نافع ٹھہریں گے۔ اور ان کی درستی سے ہندوستان کے اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان طبقہ کا الحاد بہت کچھ فرو ہو جائیگا یہ کام خواجہ صاحب کیلئے آسان بھی ہے اور مفید بھی ہے لہذا ہم کو امید کرنا چاہیئے کہ خواجہ صاحب اس کو نہ بھولیں گے۔ بعض کام دیکھنے میں حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ مگر نتیجہ میں نہایت عظیم الشان ہوتے ہیں ؎

بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔"

ایک ہندو لڑکی کا مقدمہ لاہور میں

بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء مساۃ ویرد المعروف برکت بی بی کا مقدمہ ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں آخر کار پیش ہوا۔ ناظرین کی یاد دہانی کے لئے یہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ مساۃ ویردہ وہ ہندو لڑکی ہے کہ جس کی نسبت آگے بھی اخبارات میں اشاعت ہو چکی ہے۔ یہ لڑکی در اصل ضلع امرتسر کی رہنے والی ہے اپنے خاوند کی وفات کے بعد جب اپنے والدین کے گھر بیوہ ہو کر گئی۔ تو والدین نے اس کو بیرحمی سے گھر سے نکال دیا۔ اور سسرال نے بھی اسکی پرواہ نہ کی اس پر وہ شہر امرتسر میں ایک مولوی صاحب کے ہاتھ سے مسلمان ہوگئی اور اُس نے اپنی خوشی سے ایک شخص مسمی احمد علی ساکن چھاؤنی لاہور کیساتھ نکاح کر لیا۔ اور لاہور آگئی۔ اس پر لڑکی کے بھائی نرسنگداس نے ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں دعوی گارڈینی کا اس بنا پر دایر کر دیا۔ کہ چونکہ وہ لڑکی کا بھائی ہے اور لڑکی نابالغ ہے۔ اس لئے لڑکی اس کے سپرد ہونی چاہیئے۔ بعد گذرنے شہادت سول سرجن لاہور کے جس کی گواہی مدعی کے حق میں اسطرح کی تھی کہ لڑکی کی عمر ۱۶ سال سے کم ہے بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو ہر دو جانب سے بحث ہوئی۔ مدعی نرسنگداس کی طرف سے مسٹر ہربرٹ اور لالہ بلونت رائے پلیڈران لاہور اور منجانب احمد علی مدعاعلیہ مسٹر بدر الدین قریشی بیرسٹرایٹ لا لاہور پیش ہوئے۔ مدعی کے وکیل نے پہلے بحث کی۔ اور پھر مسٹر بدر الدین قریشی نے بیان کیا کہ اول زیر دفعہ ۱۷۔ ایکٹ گارڈین یہ دیکھنا لازمی ہے کہ لڑکی کس کے پاس رہنا چاہتی ہے اور چونکہ لڑکی اپنے خاوند کیساتھ جانا چاہتی ہے اور نیز وہ ایک سمجھدار لڑکی ہے اس لئے اس کی رائے کو ترجیح دینی قانوناً لازمی ہوگی۔ دوئم یہ کہ زیر دفعہ ۱۹۔ ایکٹ گارڈینی جب کہ ایک لڑکی نابالغہ شادی شدہ ہو تو مطابق اس دفعہ کے کوئی اور شخص سوائے خاوند کے گارڈین نہیں بنایا جا سکتا۔ سوئم یہ کہ زیر دفعہ ۱۷۔ ایکٹ گارڈین سب سے ضروری پائنٹ اس مقدمہ میں جیسا کہ ہر مقدمہ گارڈینی میں ہوتا ہے یہ ہے کہ کسی گارڈین کے تقرر کرنے میں نابالغہ کا فائدہ ہے۔ چونکہ لڑکی مسلمان ہو گئی ہے۔ اور اس کا بھائی جو ولی بننا چاہتا ہے ہندو ہے۔ اس لئے مطابق عام اصول مذاہب کے اس نابالغہ کا گارڈین بھائی کو مقرر کرنا بالکل نابالغہ کے فایدہ کے مخالف ہے کیونکہ مسلمان لڑکی کسی ایسے گارڈین کے تابع ہو سکتی جو مخالف مذہب کا پیرو ہو۔ ان تین وجوہات کے مطابق دراصل جو شخص سب سے زیادہ مناسب گارڈین ہونیکا ہے وہ مدعاعلیہ ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر بدر الدین قریشی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ زیر دفعہ ۱۰۔ ایکٹ گارڈین اور [illegible] ریکارڈ صفحہ ۲۷۵ کے رو سے ڈسٹرکٹ جج لاہور کو اختیار سماعت دعوی کا نہیں۔ کیونکہ دراصل اس عدالت میں دعوی کرنا چاہیئے جہاں کہ لڑکی کے والدین کی بود و باش ہو۔ بعد سننے بحث ہر دو فریقین حکم ہوا کہ نرسنگداس لڑکی کے بھائی کا دعوی خارج۔ اور لڑکی حوالہ مدعاعلیہ کیجاوے۔

مسٹر بدر الدین قریشی نے جس قابلیت کیساتھ اس مقدمہ کی پیروی کی ہے۔ ہر چند وہ ان کا فرض تھا۔ لیکن چونکہ اس مقدمہ نے ایک قومی او مذہبی مقدمہ کی صورت اختیار کر لی تھی اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مسٹر بدر الدین صاحب نے نہ صرف اپنا فرض ادا کیا بلکہ انہوں نے اہل اسلام اور اسلام کی ایک خدمت سر انجام دی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

ٹرکی چندہ کا حشر خلیفۃ المسیحؑ کی بات پوری ہوئی

ٹرکی اور بلقان کی جنگ شروع ہونے پر مجروحین عساکر عثمانیہ کے لئے مختلف لوگوں نے امدادی چندے شروع کئے اور ہزاروں سے گزر کر لاکھوں کی تعداد تک جمع کئے۔ ایڈیٹر الحکم نے تعاون علی البر کے اصول پر ایسے چندوں کی حمایت کی۔ مگر ایسے چندوں کے تاریک پہلو پر بھی کسی قدر رائے زنی کی۔ جس کا غلط مفہوم لیکر جلد باز اور شتاب کار مخالفوں نے شور مچا دیا میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ قرآن کریم کے منشاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین خلیفۃ المسیح کے مذہب اور منشاء کے ماتحت لکھا تھا۔ چنانچہ ترکی چندے پر حضرت خلیفۃ المسیح سے اس امر میں جن لوگوں نے استصواب کیا ان کو حضرت نے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھا کہ یہ دیکھ لینا چاہئے **کہ یہ روپیہ جس مقصد کیلئے لیا جاتا ہے اُسی میں خرچ ہو اور صحیح مقام پر** پہونچ جاوے یہ خلاصہ اور مفہوم ہے ان جوابات کا۔ ایک خط کے جواب میں تو آپ نے یہاں تک بھی لکھا کہ **میں ڈرتا ہوں کہ غریبوں کا روپیہ ضایع نہ ہو جاوے"۔**

مومن کی فراست سے اسی لئے ڈرنیکا حکم ہے کہ وہ بنور اللہ سے دیکھتا ہے۔ آج ان لوگوں کی زبان سے جو ٹرکی چندہ کیلئے دھوا دھار آرٹیکل لکھتے رہے ہیں وہی باتیں سنتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت امیر المومنین نے اپنے خطوط اور وعظ میں فرمائیں۔ چنانچہ ایک تقریر میں فرمایا جو ۲۱ دسمبر ۱۹۱۲ء کے الحکم میں شایع ہوئی تھی:۔

ہر نیک کام میں چندہ دینے کو میں اچھا سمجھتا ہوں۔ ادنی سے اعلی نیکی میں بھی میں آپ چندہ دینا چاہتا ہوں۔ لیکن بعض معاملات مجھے معلوم نہیں ہوتے اس لئے ان میں معذور ہوں۔ تمہارا خیال ہوگا کہ میں چپ بیٹھا ہوں ہرگز نہیں دیکھو میں نے بہت کوشش کی تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ غریب مسلمانوں کا روپیہ ضایع نہ ہو۔ اور ترک مجروحین کو پہونچ جانیکا ثبوت مل جائے۔ اس لئے میں نے کراچی۔ مدراس۔ کلکتہ۔ برہما۔ کولمبو۔ بمبئی کے ترکی قنصل کو ضروری خطوط لکھے۔ ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ البتہ کولمبو والے نے اتنا جواب دیا کہ عبد الحمید ظالم تھا۔ اب جو بادشاہ ہیں بڑے نیک ہیں۔ میرا بڑا جی چاہا کہ ایک ہی ادہ گواہ ہو جائے مگر مجھے تو میسر نہ ہوا۔ البتہ اب تم اس سے زیادہ تحقیقات کرکے اطمینان حاصل کرسکتے ہو۔ تو اس چندہ میں حصہ لو"

غرض حضرت خلیفۃ المسیح اپنی فراست خداداد سے اور اس پیشگوئی کے الفاظ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ارکان ٹرکی کے متعلق کی تھی۔ یہ خوف ظاہر کرتے رہے کہ ایسا نہ ہو یہ روپیہ ضایع ہو جاوے۔ لاہور کے ایک معزز اخبار "ملت" نے بعض چندہ جمع کرنیوالوں کے متعلق کچھ انکشاف کیا۔ لیکن آخر وہ بھی خاموش ہو گیا۔ مگر اب ٹرکی کے متعلق ایک نہایت ہی سرگرم اور صاف الفاظ میں ایکسٹریمسٹ اخبار **الہلال** نے اس چندہ کے متعلق **خطرہ عظیم** کے عنوان سے پہلا آرٹیکل شایع کیا ہے جس کو پڑھ کر **اسلامی دنیا** کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ لوگ جو الحکم کی اس آواز پر جو سراسر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہوئی تھی۔ چیں بہ جبیں ہو کر سلسلہ کی توہین کرنے کو اوٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ کہ گویا نعوذ باللہ ایڈیٹر الحکم نے ٹرکی چندہ کے متعلق ایک رائے کے اظہار سے اس کی ہستی کو مٹا دیا ہے) آنکھیں کھول کر پڑھیں گے۔ کہ **الہلال** کلکتہ کا ایڈیٹر جو ٹرکی چندہ کے لئے نہایت پرجوش اور گرما گرم تقریروں اور تحریروں کا عادی ہے کیا کہتا ہے۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔ ایڈیٹر **الہلال** کا قومی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس چندہ کی حقیقت سے پورا پردہ اوٹھا کر دکھاوے۔ ورنہ اس کے حق میں پھر دگر پردہ دار کی مثل صادق آئیگی۔ میں اب بلا کم و کاست الہلال کی رائے کو درج کرتا ہوں اور جن فقرات کو خط کشیدہ اور جلی کر دیا ہے وہ خصوصًا توجہ کے قابل ہیں۔

چندہ ہلال احمر

ایک خطرہ عظیم

(نمبر ۱)

اغاز اشاعت الہلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط ہمارے پاس آتے رہے ہیں۔ جن میں ہم سے پوچھا گیا ہے کہ اعانہ ہلال احمر کے چندہ کو کہاں بھیجا جاوے؟ اور فلاں فلاں ذرایع معتمد ہیں۔ یا نہیں؟

بارہا اصرار کیا گیا کہ اسکا جواب الہلال ہی میں دیں تاکہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو سکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارہ میں الہلال کے مشورے کو وقیع سمجھتے ہیں ان کے لئے موجب بصیرت ہو۔

لیکن ہم نے آج تک الہلال میں نہ تو اس بحث کو چھیڑا اور نہ کبھی ذرایع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص رائے دی۔ جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے تو ان کو جوابات دیدیئے گئے اور حتی المقدور اس پر اصرار کیا کہ ۲۵ پونڈ تک بھی رقم جمع ہو گئی ہو تو براہ راست ٹرکی بھیجوا دیں۔

خود بھی ہم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ صرف ترغیب و تشویق ہی کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ خود کلکتہ میں بھی جس قدر روپیہ جمع ہوا مقامی انجمن ہلال احمر کے سپرد کر دیا۔ اسی اثنا میں بعض اخوان طریقت اور احباب مخلصین سے خاص طور پر اس کی تحریک کی نوبت آئی۔ اور ایک صحبت میں کچھ روپیہ جمع ہو گیا ان بزرگوں کی اصرار کے ساتھ یہی رائے ہوئی کہ یہ عاجز بھی اپنے ذریعہ سے روانہ کرے

مجبورًا اس رقم سے الہلال کی "فہرست زر اعانہ" کھولدی گئی اور باہر سے جو روپیہ اکثر خود بخود آجاتا تھا۔ اور یا واپس کر دیا جاتا تھا۔ یا انجمن کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ وہ بھی اسی میں شامل ہونے لگا

ہم نے ارسال زر کے ان ذرایع کی نسبت جو ہندوستان میں موجود ہیں۔ کیوں بحث نہیں کی؟ صرف اس لئے کہ اس طرح کے امور میں ہم ہمیشہ سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ عام لوگوں کے جوش اور میلان کا کچھ عجیب حال ہوتا ہے۔ وہ معاملات **کو ان کی اصلی اور محدود حالت میں دیکھنے عادی نہیں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اشخاص کی غلطیوں کے افشاء کیساتھ سارے سے اس کام ہی کی نسبت بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔** جس میں وہ اشخاص بھی اور صدہا اشخاص کیساتھ شریک تھے یہ ایک نہایت ضروری نکتہ ہے جسکی طرف کام کرنیوالوں کو اغماض نہیں کرنا چاہیئے۔

پس اس بنا پر ہم نے اس تمام عرصے میں باوجود طرح طرح کے مخالف انکار کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طرق ارسال کی نسبت ہمیشہ پیش نظر رہے خاموشی ہی کو اولی و مناسب سمجھا۔ لیکن اب دیکھتے ہیں کہ خاموشی مصلحت سے گزر کر معصیت تک پہنچ گئی ہے۔ کیونکہ اس بارے میں ہماری معلومات ظن و قیاس نہیں بلکہ اب یقینیات تک پہونچ گئی ہے۔ پس مجبور ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلئے علانیہ مشورہ دیں۔

اس امر کے اظہار کیلئے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں کہ جو روپیہ آج ٹرکی کی اعانت کیلئے باسم و حقیقت اعانت اسلام جمع ہو رہا ہے وہ کس درجہ قیمتی ہے؟ بیوہ عورتوں نے اس کے لئے فاقے گوارہ کئے ہیں اور غریب ماؤں نے اپنے بچوں کے ہاتھوں سے پیسے چھین کر اس میں شامل کئے ہیں یہ روپیہ نہیں ہے بلکہ دل و جگر کی قاشیں ہیں۔ جو اسلام پرستی اور عشق الہی سے بھرے ہوئے سینوں نے پیش کی ہیں۔ اور سچی اور حقیقی قربانیاں ہیں۔ جو اس صدی میں پہلی مرتبہ فرزندان اسلام کر رہے ہیں۔

پھر اگر اس میں سے ایک پیسہ پیسے کے اگر دس حصے ہو سکتے ہیں تو دسواں حصہ بھی ضایع جائے اور اس مقصد میں صرف نہ ہو جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا ہے تو ہمارے دلوں میں ناسور پڑ جانے چاہئیں اور ہم کو اپنے منہ سے خون تھوکنا چاہیئے۔ انصاف کیجئے کہ جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنے دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی ہے تو اس کو پورا یقین ہوتا ہے کہ یہ چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف ہوں گے۔ اور پھر چند دنوں کے بعد یہ یقین کرکے ایک ناقابل اندازہ روحانی خوشی حاصل کرتی ہے کہ اسکی ادنی سی رقم اس مقصد میں صرف ہو گئی۔ نہیں سمجھ سکتا کہ اس ذمہ داری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اس بڑھیا کے اس مقدس یقین سے چندہ کی ترغیب دینے والوں۔ چندہ لینے والوں۔ چندے کی انجمنوں تمام اخبارات بلکہ تمام پرستاران خدائے اسلام کے ذمے عاید ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کہنا بیفایدہ ہے۔ کیونکہ میری بصیرت اور میرا علم مجھ سے کہتا ہے کہ غریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت جتنی صحیح ہے افسوس کہ اسکا یقین اتنا صحیح نہیں!

احباب یقین فرمائیں کہ اس بارے میں میرے احساسات جس درجہ دردانگیز ہیں ان کو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں اور علی الخصوص اس وقت کہ دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار ہے۔

اول تو اصولاً دیکھیئے کہ حالت کیا ہے؟ چندے کا کوئی باقاعدہ انتظام

ٹرکی چندہ کا حشر خلیفۃ المسیح کی بات پوری ہوئی

ٹرکی اور بلقان کی جنگ شروع ہونے پر مجروحین عساکر عثمانیہ کے لئے مختلف لوگوں نے امدادی چندے شروع کئے اور ہزاروں سے گذر کر لاکھوں کی تعداد تک جمع کئے۔ ایڈیٹر الحکم نے تعاون علی البر کے اصول پر ایسے چندوں کی حمایت کی۔ مگر ایسے چندوں کے تاریک پہلو پر بھی کسی قدر رائے زنی کی۔ جسکا غلط مفہوم لیکر جلد باز اور شتاب کار مخالفوں نے شور مچا دیا میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ قرآن کریم کے منشا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین خلیفۃ المسیح کے مذہب اور منشاء کے ماتحت لکھا تھا۔ چنانچہ ٹرکی چندے پر حضرت خلیفۃ المسیح سے اس امر میں جن لوگوں نے استصواب کیا ان کو حضرت نے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھا کہ یہ دیکھ لینا چاہیئے **کہ یہ روپیہ جس مقصد کیلئے لیا جاتا ہے اُسی میں خرچ ہو اور صحیح مقام پر** پہونچ جاوے یہ خلاصہ اور مفہوم ہے ان جوابات کا۔ ایک خط کے جواب میں تو آپ نے یہاں تک بھی لکھا **کہ میں ڈرتا ہوں کہ غریبوں کا روپیہ ضایع نہ ہو جاوے**"۔

مومن کی فراست سے اسی لئے ڈرنیکا حکم ہے کہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ آج ان لوگوں کی زبان سے جو ٹرکی چندہ کیلئے دھواں دھار آرٹیکل لکھتے رہے ہیں وہی باتیں سنتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت امیر المومنین نے اپنے خطوط اور وعظوں میں فرمائیں۔ چنانچہ ایک تقریر میں فرمایا جو ۲۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کے الحکم میں شایع ہوئی تھی:۔

ہر نیک کام میں چندہ دینے کو میں اچھا سمجھتا ہوں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی میں بھی میں آپ چندہ دینا چاہتا ہوں۔ لیکن بعض معاملات مجھے معلوم نہیں ہوتے اس لئے ان میں معذور ہوں۔ تمہارا خیال ہوگا کہ میں چپ بیٹھا ہوں ہرگز نہیں دیکھو میں نے بہت کوشش کی تا کہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ غریب مسلمانوں کا روپیہ ضایع نہ ہو۔ اور ترک مجروحین کو پہونچ جانیکا ثبوت ملجاوے۔ اس لئے میں نے کراچی۔ مدراس۔ کلکتہ۔ برہما۔ کولمبو۔ بمبئی کے ترکی قنصل کو ضروری خطوط لکھے۔ ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ البتہ کولمبو والے نے اتنا جواب دیا کہ عبد الحمید ظالم تھا۔ اب جو بادشاہ ہیں بڑے نیک ہیں۔ میرا بڑا جی چاہا کہ ایک ہی ادنیٰ گواہ ہو جائے مگر مجھے تو میسر نہ ہوا۔ البتہ اب تم اس سے زیادہ تحقیقات کر کے اطمینان حاصل کر سکتے ہو تو اس چندہ میں حصہ لو۔"

غرض حضرت خلیفۃ المسیح اپنی فراست خداداد سے اور اس پیشگوئی کے الفاظ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارکان ٹرکی کے متعلق کی تھی۔ یہ خوف ظاہر کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو یہ روپیہ ضایع ہو جاوے۔ **لاہور** کے ایک معزز اخبار "ملت" نے بعض چندہ جمع کرنیوالوں کے متعلق کچھ انکشاف کیا۔ لیکن آخر وہ بھی خاموش ہو گیا۔ مگر اب ٹرکی کے متعلق ایک نہایت ہی سرگرم اور صاف الفاظ میں ایکسٹریمسٹ اخبار **الہلال** نے اس چندہ کے متعلق **خطرہ عظیم** کے عنوان سے پہلا آرٹیکل شایع کیا ہے جس کو پڑھ کر **اسلامی دنیا** کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ لوگ جو الحکم کی اس آواز پر جو سراسر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہوئی تھی۔ چیں بہ جبیں ہو کر سلسلہ کا ڈیفنس کرنے کو اوٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ کہ گویا نعوذ باللہ ایڈیٹر الحکم نے ٹرکی چندہ کے متعلق ایک رائے کے اظہار سے اس کی ہستی کو مٹا دیا ہے) آنکھیں کھول کر پڑھیں گے۔ کہ **الہلال** کلکتہ کا ایڈیٹر جو ٹرکی چندہ کے لئے نہایت پرجوش اور گرما گرم تقریروں اور تحریروں کا عادی ہے کیا کہتا ہے۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔ ایڈیٹر الہلال کا قومی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس چندہ کی حقیقت سے پورا پردہ اوٹھا کر دکھاوے۔ ورنہ اس کے حق میں پھر دگر پردہ دار کی مثل صادق آئیگی۔ میں اب بلا کم و کاست الہلال کی رائے کو درج کرتا ہوں اور جن فقرات کو خط کشیدہ اور جلی کر دیا ہے وہ خصوصاً توجہ کے قابل ہیں۔

چندہ ہلال احمر

ایک خطرہ عظیم

(نمبر ۱)

اغاز اشاعت الہلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط ہمارے پاس آتے رہے ہیں۔ جن میں ہم سے پوچھا گیا ہے کہ اعانہ ہلال احمر کے چندہ کو کہاں بھیجا جاوے؟ اور فلاں فلاں ذرایع مستند ہیں یا نہیں؟

بار ہا اصرار کیا گیا کہ اسکا جواب الہلال ہی دیں تا کہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو سکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارہ میں الہلال کے مشورے کو وقیع سمجھتے ہیں ان کے لئے موجب بصیرت ہو۔

لیکن ہم نے آج تک الہلال میں نہ تو اس بحث کو چھیڑا اور نہ کبھی ذرایع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص رائے دی۔ جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے تو ان کو جوابات دیدیئے گئے اور حتی المقدور اس پر اصرار کیا کہ ۲۵ پونڈ تک بھی رقم جمع ہو گئی ہو تو براہ راست ٹرکی بھیجدیں۔

خود بھی ہم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ صرف ترغیب و تشویق ہی کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ خود کلکتہ میں بھی جسقدر روپیہ جمع ہوا مقامی انجمن ہلال احمر کے سپرد کر دیا۔ اسی اثنا میں بعض اخوان طریقت اور احباب مخلصین سے خاص طور پر اس کی تحریک کی نوبت آئی۔ اور ایک صحبت میں کچھ روپیہ جمع ہو گیا ان بزرگوں کی اصرار کے ساتھ یہی رائے ہوئی کہ یہ عاجز بھی اپنے ذریعہ سے روانہ کرے

مجبوراً اس رقم سے الہلال کی "فہرست زر اعانہ" کھولدی گئی اور باہر سے جو روپیہ اکثر خود بخود آجاتا تھا۔ اور یا واپس کر دیا جاتا تھا۔ یا انجمن کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ وہ بھی اسی میں شامل ہونے لگا

ہم نے ارسال زر کے ان ذرایع کی نسبت جو ہندوستان میں موجود ہیں۔ کیوں بحث نہیں کی؟ صرف اس لئے کہ اس طرح کے امور میں ہم ہمیشہ سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ عام لوگوں کے جوش اور سیلان کا کچھ عجیب حال ہوتا ہے۔ وہ معاملات **کو ان کی اصلی اور محدود حالت میں دیکھنے عادی نہیں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اشخاص کی غلطیوں کے افشاء کیساتھ سے اس کام ہی کی نسبت بیدلی پیدا ہو جاتی ہے**۔ جس میں وہ اشخاص بھی اور صدہا اشخاص کیساتھ شریک تھے یہ ایک نہایت ضروری نکتہ ہے جسکی طرف سے کام کرنیوالوں کو اغماض نہیں کرنا چاہیئے۔

پس اس بنا پر ہم نے اس تمام عرصے میں باوجود طرح طرح کے مخالف افکار کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طرق ارسال کی نسبت ہمیشہ پیش نظر رہے خاموشی ہی کو اولیٰ و مناسب سمجھا۔ لیکن اب دیکھتے ہیں کہ خاموشی مصلحت سے گذر کر معصیت تک پہنچ گئی ہے۔ کیونکہ اس بارے میں ہماری معلومات ظن و قیاس نہیں بلکہ اب یقینیات تک پہونچ گئی ہے۔ پس مجبور ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلئے علانیہ مشورہ دیں۔

اس امر کے اظہار کیلئے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں کہ جو روپیہ آج ٹرکی کی اعانت کیلئے باسم و حقیقت اعانت اسلام جمع ہو رہا ہے وہ کس درجہ قیمتی ہے؟ بیوہ عورتوں نے اس کے لئے فاقے گوارہ کئے ہیں اور غریب ماؤں نے اپنے بچوں کے ہاتھوں سے پیسے چھین کر اس میں شامل کئے ہیں یہ روپیہ نہیں ہے بلکہ دل و جگر کی قاشیں ہیں۔ جو اسلام پرستی اور عشق الہی سے بھرے ہوئے سینوں نے پیش کی ہیں۔ اور سچی اور حقیقی قربانیاں ہیں۔ جو اس صدی میں پہلی مرتبہ فرزندان اسلام کر رہے ہیں۔

پھر اگر اس میں سے ایک پیسہ پیسے کے اگر دس حصے ہو سکتے ہیں تو دسواں حصہ بھی ضایع جائے اور اس مقصد میں صرف نہ ہو جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا ہے تو ہمارے دلوں میں ناسور پڑ جانے چاہئیں اور ہم کو اپنے منہ سے خون تھوکنا چاہیئے۔ انصاف کیجئے کہ جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنے دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی ہے تو اس کو پورا یقین ہوتا ہے کہ یہ چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف ہوں گے۔ اور پھر چند دنوں کے بعد یہ یقین کر کے ایک ناقابل اندازہ روحانی خوشی حاصل کرتی ہے کہ اسکی ادنیٰ رقم اس مقصد میں صرف ہو گئی۔ نہیں سمجھ سکتا کہ اس ذمہ داری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اس بڑھیا کے اس مقدس یقین سے چندہ کی ترغیب دینے والوں۔ چندہ لینے والوں۔ چندے کی انجمنوں تمام اخبارات بلکہ تمام پرستاران خداے اسلام کے ذمے عاید ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کہنا بیفایدہ ہے۔ کیونکہ میری بصیرت اور میرا علم مجھ سے کہتا ہے کہ غریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت جتنی صحیح ہے افسوس کہ اسکا یقین اتنا صحیح نہیں!

احباب یقین فرمائیں کہ اس بارے میں میرے احساسات جس درجہ درد انگیز ہیں ان کو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں اور علی الخصوص اس وقت کہ دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار ہے۔

اول تو اصولاً دیکھئے کہ حالت کیا ہے؟ چندے کا کوئی باقاعدہ انتظام

نہیں۔ کوئی ارگنائزیشن نہیں۔ کاموں میں اتحاد اور باہمی تعلق نہیں۔ دینے والے ہاتھ ہیں اور وصول کرنے والی جیبیں۔ یا پھر وہ بنکیں۔ جہاں اپنے نام سے جمع کرا دیں جس شخص کا جی چاہتا ہے فرضی انجمنیں قایم کر لیتا ہے۔ چندوں کے لئے فہرستیں کھول دیتا ہے نہ کوئی حساب وکتاب ہے اور نہ کوئی نگرانی واحتساب۔ لیکن تاہم یہاں تک بھی مضایقہ نہ تھا اگر اس درجے سے بلند ہو کر نظروں کو دیکھنے کیلئے قابل اطمینان حالت نظر آتی۔ مگر اصلی رونا تو اس کا ہے کہ یہ بھی نہیں۔ **حالات عموماً چند در چند خدشات وخطرات سے محصور ہیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور بین طور پر ناقابل اطمینان۔ پھر زیادہ افسوس یہ ہے کہ انکی تشریح کر نہیں سکتا کہ وہی مصلحت کار خاموش رہنے پر مجبور کرتی** ہے۔ خیر اس سے آگے بڑھیئے۔ اور فرض کیجئے کہ یہاں سے روپیہ بحفاظت تمام قسطنطنیہ کی مرکزی "ہلال احمر" میں پہنچ گیا۔ اور وہاں سے باقاعدہ رسید بھی آپ کے پاس آگئی۔ یہ سعی وکوشش کی آخری حد ہے۔ لیکن طول طویل مراسلات۔ کافی جستجو وتحقیق، معتبر وموثق ذرایع سے استفسارات۔ پوری ذمہ واری اور اپنی رائے کی عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس آخری

سرحد کے بعد بھی ہم کو اطمینان نہیں!!!

یہ نہایت دل شکن اور افسوسناک خیالات ہیں جو ہم ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہو چکا ہے کہ ہم اس قسم کے امور میں اپنی رایوں کی قیمت کچھ نہ کچھ ضرور قایم رکھنا چاہتے ہیں۔ پس وہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا ہی **یقین اور کوئی ایسی ہی سخت مجبوری ہوگی۔ جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا**۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔

صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب کا مشورہ مسلمانوں کو

گورکھپور کے ایک دربار میں صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب بہادر نے ایک تقریر کر کے مسلمانوں کو بائیکاٹ وغیرہ تحریکوں پر ایک مفید مشورہ دیا ہے۔ اگرچہ ہمارے ان اخبارات نے جو اپنی جوشیلی تحریروں کو گرمی بازار اور رونق کا موجب سمجھتے ہیں اس پر رائے زنیاں کی ہیں۔ مگر میں مسلمانوں کو لاٹ صاحب کے عاقلانہ مشورہ پر کاربند ہونے کی صلاح دیتا ہوں۔ ہمارے وہ بزعم خود غلط معاصرین اسکو خوشامد اور بزدلی سے تعبیر کریں گے۔ مگر میں اسی کو حق سمجھتا ہوں چنانچہ الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں جبکہ ابھی لاٹ صاحب کی کوئی رائے ظاہر ابھی نہیں ہوئی تھی۔ بائیکاٹ پر ایک نوٹ نکل چکا ہے اور ہمیشہ الحکم نے اس قسم کی پولیسی کو مسلمانوں کیلئے غیر مفید بتایا ہے

دوسرے مسلمانوں سے قطع نظر میں احمدی قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اس جذبہ کو جو حضرت مسیح موعود نے ان میں پیدا کیا ہے قایم رکھیں گے۔ (ایڈیٹر)

۲۴۔ فروری کو گورکھپور میں سر جیمس میسٹن لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ایک ڈویژنل دربار منعقد فرمایا جس میں علاوہ سول اور فوجی عہدہ داروں کے خطاب اور اعزاز یافتہ حضرات کی معقول تعداد تھی۔ ذیل میں ہم آپ کی تقریر کا وہ حصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو جنگ بلقان کے متعلق ہے۔

مسلمان حضرات سے دوستانہ مشورہ کے طور پر میں ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ مسلمان جب ان مصایب کا خیال کرتے ہیں جو اس وقت ترکوں کی بہادر افواج پر نازل ہو رہی ہیں۔ اور جن میں ان کی بیوائیں اور یتامیٰ مبتلا ہیں تو وہ غمزدہ ہو جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں نے ترکی مجروحوں اور بیماروں کی مصیبت رفع کرنے کیلئے چندہ نقد دیکر عملی طور پر ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستان کی اس دلی آرزو کو کچھ کم وقعت نہیں دی۔ کہ جنگ کا خاتمہ ایسے طریق پر ہو جس سے ٹرکی کی عزت میں فرق نہ آئے۔ چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ نے تکمیل صلح کے لئے اپنا اثر استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن میں اور آپ ہندوستان جیسے دور افتادہ مقام میں رہ کر بین الاقوامی حکمت عملی کے دقیق اور پیچیدہ مسایل کے سمجھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اور یہ فرض کر لینا نہایت بے انصافی ہے کہ چونکہ ریاستہائے بلقان کو صلح پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ یورپین اقوام ٹرکی کی عداوت پر کمربستہ ہیں۔ انہی وجوہ کی بنا پر میں سخت افسوس کرتا ہوں کہ بعض مسلمان مقرر اور اسلامی اخبارات اس موضوع کے متعلق بے سوچے سمجھے بولتے اور لکھتے ہیں۔ ان کی تقریر اور تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ تمام یورپ نے ٹرکی کے خلاف سازش کر رکھی ہے جو بالکل غلط ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے جوش اور تکلیف کی حالت میں ایسی باتیں ایک بڑی حد تک قابل درگذر ہیں۔ گذشتہ چند ہفتوں سے ایک نئی آواز بلند کی گئی ہے اور بدقسمتی سے ہم "بائیکاٹ" کا لفظ مسلمانوں کے منہ سے نکلتا سنتے ہیں بعض جوشیلے اشخاص کی تجویز ہے کہ کسی مسلمان کو ان ملکوں کی کوئی چیز نہیں خریدنی چاہیئے۔ جنکی نسبت مسلمانوں کو یقین ہے کہ وہ ٹرکی سے دوستانہ سلوک نہیں کرتے۔ یہ تجویز بظاہر بے ضرر معلوم ہوتی ہے لیکن یقین جانیئے کہ یہ سراسر فساد انگیز ہے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے جب کسی ملک میں بائیکاٹ کا وعظ اور تلقین کی گئی اس سے قومی منافرت۔ بدنظمی اور خلاف ورزی قانون کے نتایج پیدا ہوئے۔ میں نہیں چاہتا کہ صوبہ متحدہ میں اس قسم کا فساد پیدا ہو۔ اس لئے میں بائیکاٹ کی تحریک کا پورا انسداد کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ ہر سمجھدار مسلمان ایسا ہی کریگا۔ میں اپنے مسلمان دوستوں سے جو زیادہ ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس حماقت کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔ یہ کسی صورت میں کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اس لئے ان ممالک کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچایا جا سکتا۔ جن کے خلاف بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو لوگ اس قسم کی کوشش کرتے ہیں ان کا تمسخر اڑایا جائیگا۔ مبلغین اسلام نے باوجود اپنی پریشانیوں اپنا قومی وقار قایم رکھا ہے۔ اور یقیناً وہ چند جوشیلے اور بیخبر افراد کے کہنے پر اپنا یہ وقار نہیں کھوئیں گے

متفرقات

کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۳ء

ڈاکٹر ایس کے برمن جن کا اشتہار الحکم میں بھی شایع ہوتا ہے کلکتہ کے نامور اور مشہور کارخانہ ادویات کے مالک اور موجد ہیں۔ جہانتک میرا علم ہے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر برمن کا کارخانہ نہایت خوش معاملہ کارخانہ ہے۔ اونہوں نے سنہ ۱۹۱۳ء کی ایک نہایت خوبصورت **کافوری جنتری** شایع کی ہے۔ جنتری کے علاوہ اس میں ملک معظم اور قیصرہ ہند مکہ معظمہ۔ اور مدینہ منورہ اور شاہجہانی جامع مسجد دہلی کی شاندار تصاویر بھی دی ہیں۔ جنتری بہت عمدہ کاغذ پر خوش خط اور خوب صورت چھپی ہے جو صاحب چاہیں مفت منگوالیں پتہ یہ ہے ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

صحیح بخاری کا درس

خدا تعالے کے مامور ومرسل اور ان کے جانشین اس بات کے لئے حریص ہوتے ہیں کہ لوگ ہدایت پا جائیں اور خدا تعالے کا پیام ان تک پہونچ جاوے۔ ہمارے امام امیر المومنین نورالدین ایدہ اللہ بنصرہ بھی اس پاک حرص سے خالی نہیں۔ قرآن مجید کا درس آپ کا سالہا سال سے جاری ہے۔ اور آجکل آپ پانچ مرتبہ یہاں درس دیتے ہیں۔ اب کچھ دنوں سے کسی تحریک پر آپ نے بخاری کا ایک عام درس شروع فرمایا ہے بخاری یوں تو متعدد مرتبہ آپنے پڑھائی ہے مگر اسطرح پر اس کا عام درس میں نے نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آجکل قرآن مجید کے درس سے پہلے آپ بخاری کا ایک جامع درس دیتے ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اس درس کو مرتب کرنا شروع کر دیا ہے اور ہر روز کا ہر روز حضرت کو دکھا کر اس کی تصحیح کرا لی جاتی ہے میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرز پر یہ بخاری کی شرح مرتب ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے **اردو زبان** میں تو یقیناً عربی میں بھی غالباً نہ ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مجھے ایما کیا ہے کہ اس کو **چھپ جانا چاہیئے**۔ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ انشاء اللہ تعالے پورے ہو جائیں گے۔ میں صاف الفاظ میں یہ ظاہر کئے دیتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے اور اگر زر ہوتا تو میں اس کو سنہری چھاپ کر شایع کرتا تو بھی اسکی اصلی قدر نہ سمجھتا۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ **جو صاحب** چاہتے ہوں کہ ان کے پاس **حضرت خلیفۃ المسیح کی شرح بخاری ہو** وہ اس مقصد کے لئے جو مدد کرنے کو طیار ہوں اطلاع دیں یہ کہا جائیگا۔ کہ ترجمۃ القرآن

نہیں۔ کوئی ارگنائزیشن نہیں۔ کاموں میں اتحاد اور باہمی تعلق نہیں۔ دینے والے ہاتھ ہیں اور وصول کرنے والی جیبیں۔ یا پھر وہ بنکیں۔ جہاں اپنے نام سے جمع کرادیں جس شخص کا جی چاہتا ہے فرضی انجمنیں قایم کر لیتا ہے۔ چندوں کے لئے فہرستیں کھول دیتا ہے نہ کوئی حساب وکتاب ہے اور نہ کوئی نگرانی واحتساب۔ لیکن تاہم یہاں تک بھی مضایقہ نہ تھا اگر اس درجے سے بلند ہو کر نظروں کو دیکھنے کیلئے قابل اطمینان حالت نظر آتی۔ مگر اصلی رونا تو اس کا ہے کہ یہ بھی نہیں۔ **حالات عموماً چند در چند خدشات وخطرات سے محصور ہیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور بیّن طور پر ناقابل اطمینان۔ پھر زیادہ افسوس یہ ہے کہ انکی تشریح کر نہیں سکتا کہ وہی مصلحت کار خاموش رہنے پر مجبور کرتی** ہے۔ پھر اس سے آگے بڑھیئے۔ اور فرض کیجئے کہ یہاں سے روپیہ بحفاظت تمام قسطنطنیہ کی مرکزی "ہلال احمر" میں پہونچ گیا۔ اور وہاں سے باقاعدہ رسید بھی آپ کے پاس آگئی۔ یہ سعی وکوشش کی آخری حد ہے۔ لیکن طول طویل مراسلات۔ کافی جستجو وتحقیق، معتبر وموثق ذرایع سے استفسارات۔ پوری ذمہ واری اور اپنی رائے کی عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس آخری **سرحد کے بعد بھی ہم کو اطمینان نہیں!!!**

یہ نہایت دل شکن اور افسوسناک خیالات ہیں جو ہم ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہو چکا ہے کہ ہم اس قسم کے امور میں اپنی رایوں کی قیمت کچھ نہ کچھ ضرور قایم رکھنا چاہتے ہیں۔ بس وہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا ہی **یقین** اور کوئی **ایسی ہی سخت مجبوری ہوگی۔ جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا۔** واللہ علی ما اقول شہید۔

* * *

صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب کا مشورہ مسلمانوں کو

گورکھپور کے ایک دربار میں صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب بہادر نے ایک تقریر کر کے مسلمانوں کو بائیکاٹ وغیرہ تحریکوں پر ایک مفید مشورہ دیا ہے۔ اگرچہ ہمارے ان اخبارات نے جو اپنی جوشیلی تحریروں کو گرمی بازار اور رونق کا موجب سمجھتے ہیں اس پر رائے زنیاں کی ہیں۔ مگر میں مسلمانوں کو لاٹ صاحب کے مخلصانہ مشورہ پر کاربند ہونے کی صلاح دیتا ہوں۔ اتنا ہے وہ بوجود غلط معاصرین اسکو خوشامد اور بزدلی سے تعبیر کریں گے۔ مگر میں اس کو حق سمجھتا ہوں چنانچہ الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں جبکہ ابھی لاٹ صاحب کی کوئی رائے ظاہر بھی نہیں ہوئی تھی بائیکاٹ پر ایک نوٹ نکل چکا ہے اور ہمیشہ الحکم نے اس قسم کی پولیسی کو مسلمانوں کیلئے غیر مفید بتایا ہے

دوسرے مسلمانوں سے قطع نظر میں احمدی قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اس جذبہ کو جو حضرت مسیح موعودؑ نے ان میں پیدا کیا ہے قایم رکھیں گے۔ (ایڈیٹر)

۴ - فروری کو گورکھپور میں سر جیمس میسٹن لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ایک ڈویژنل دربار منعقد فرمایا جس میں علاوہ سول اور فوجی عہدہ داروں کے خطاب اور اعزاز یافتہ حضرات کی معقول تعداد تھی۔ ذیل میں ہم آپ کی تقریر کا وہ حصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو جنگ بلقان کے متعلق ہے۔

مسلمان حضرات سے دوستانہ مشورہ کے طور پر میں ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ مسلمان جب ان مصایب کا خیال کرتے ہیں جو اس وقت ترکوں کی بہادر افواج پر نازل ہو رہی ہیں۔ اور جن میں ان کی بیوائیں اور یتامیٰ مبتلا ہیں تو وہ غمزدہ ہو جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں نے ترکی مجروحوں اور بیماروں کی مصیبت رفع کرنے کیلئے چندہ نقد دیکر عملی طور پر ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستان کی اس دلی آرزو کو کچھ کم وقعت نہیں دی کہ جنگ کا خاتمہ ایسے طریق پر ہو جس سے ٹرکی کی عزت میں فرق نہ آئے۔ چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ نے تکمیل صلح کے لئے اپنا اثر استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن میں اور آپ ہندوستان جیسے دور افتادہ مقام میں رہ کر بین الاقوامی حکمت عملی کے دقیق اور پیچیدہ مسایل کے سمجھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اور یہ فرض کر لینا نہایت بے انصافی ہے کہ چونکہ ریاستہائے بلقان کو صلح پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ یورپین اقوام ٹرکی کی عداوت پر کمربستہ ہیں۔ انہی وجوہ کی بنا پر میں سخت افسوس کرتا ہوں کہ بعض مسلمان مقرر اور اسلامی اخبارات اس موضوع کے متعلق بے سوچے سمجھے بولتے اور لکھتے ہیں۔ ان کی تقریر اور تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ تمام یورپ نے ٹرکی کے خلاف سازش کر رکھی ہے جو بالکل غلط ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے جوش اور تکلیف کی حالت میں ایسی باتیں ایک بڑی حد تک قابل درگذر ہیں۔

گذشتہ چند ہفتوں سے ایک نئی آواز بلند کی گئی ہے اور بدقسمتی سے ہم "**بائیکاٹ**" کا لفظ مسلمانوں کے منہ سے نکلتا سنتے ہیں بعض جوشیلے اشخاص کی تجویز ہے کہ کسی مسلمان کو ان ملکوں کی کوئی چیز نہیں خریدنی چاہیئے۔ جنکی نسبت مسلمانوں کو یقین ہے کہ وہ ٹرکی سے دوستانہ سلوک نہیں کرتے۔ یہ تجویز بظاہر بے ضرر معلوم ہوتی ہے لیکن یقین جانیئے کہ یہ سراسر فساد انگیز ہے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے جب کسی ملک میں بائیکاٹ کا وعظ اور تلقین کی گئی اس سے قومی منافرت۔ بدنظمی اور خلاف ورزی قانون کے نتایج پیدا ہوئے۔ میں نہیں چاہتا کہ صوبہ متحدہ میں اس قسم کا فساد پیدا ہو۔ اس لئے میں بائیکاٹ کی تحریک کا پورا انسداد کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ ہر سمجھدار مسلمان ایسا ہی کریگا۔ میں اپنے مسلمان دوستوں سے جو زیادہ ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس حماقت کی حوصلہ افزائی نہ کریں یہ کسی صورت میں کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اس لئے ان ممالک کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچایا جا سکتا۔ جن کے خلاف بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو لوگ اس قسم کی کوشش کرتے ہیں ان کا تمسخر اڑایا جائیگا۔ مبلغین اسلام نے باوجود اپنی پریشانیوں اپنا قومی وقار قایم رکھا ہے۔ اور یقیناً وہ چند جوشیلے اور بےخبر افراد کے کہنے پر اپنا یہ وقار نہیں کھوئیں گے

* * *

متفرقات

کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۳ء

ڈاکٹر ایس کے برمن جن کا اشتہار الحکم میں بھی شایع ہوتا ہے کلکتہ کے نامور اور مشہور کارخانہ ادویات کے مالک اور موجد ہیں۔ جہانتک میرا علم ہے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر برمن کا کارخانہ نہایت خوش معاملہ کارخانہ ہے۔ انہوں نے سنہ ۱۹۱۳ء کی ایک نہایت خوبصورت **کافوری جنتری** شایع کی ہے۔ جنتری کے علاوہ اس میں ملک معظم اور قیصرہ ہند مکہ معظمہ۔ اور مدینہ منورہ اور شاہجہانی جامع مسجد دہلی کی شاندار تصاویر بھی دی ہیں۔ جنتری بہت عمدہ کاغذ پر خوشخط اور خوبصورت چھپی ہے جو صاحب چاہیں مفت منگوالیں پتہ یہ ہے ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

* * *

صحیح بخاری کا درس

خداتعالیٰ کے مامور ومرسل اور ان کے جانشین اس بات کے لئے حریص ہوتے ہیں کہ لوگ ہدایت پا جائیں اور خدا تعالیٰ کا پیام ان تک پہونچ جاوے۔ ہمارے امام امیر المومنین نور الدین ایدہ اللہ بنصرہٖ بھی اس پاک حرص سے خالی نہیں۔ قرآن مجید کا درس آپ کا سالہا سال سے جاری ہے۔ اور آجکل آپ پانچ مرتبہ یہاں درس دیتے ہیں۔ اب کچھ دنوں سے کسی تحریک پر آپ نے بخاری کا ایک عام درس شروع فرمایا ہے بخاری یوں تو متعدد مرتبہ آپنے پڑھائی ہے مگر اسطرح پر اس کا عام درس میں نے نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آجکل قرآن مجید کے درس سے پہلے آپ بخاری کا ایک جامع درس دیتے ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اس درس کو مرتب کرنا شروع کر دیا ہے اور ہر روز کا ہر روز حضرت کو دکھا کر اس کی تصحیح کرائی جاتی ہے میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرز پر یہ بخاری کی شرح مرتب ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے **اردو زبان** میں تو یقیناً عربی میں بھی غالباً نہ ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مجھے ایما کیا ہے کہ اس کو **چھپ جانا چاہیئے**۔ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پورے ہو جائیں گے۔ میں صاف الفاظ میں یہ ظاہر کئے دیتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے اور اگر زر ہوتا تو میں اس کو سنہری چھاپ کر شایع کرتا تو بھی اسکی اصلی قدر نہ سمجھتا۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ **جو صاحب** چاہتے ہوں کہ ان کے پاس **حضرت خلیفۃ المسیح** کی شرح بخاری ہو وہ اس مقصد کے لئے جو مدد کرنے کو طیار ہوں اطلاع دیں یہ کہا جائیگا کہ ترجمۃ القرآن

کی طرح یہ بھی شایع ہو گی۔ میں اس کا یہی جواب دونگا کہ ترجمۃ القرآن اب تک بھی جسقدر شایع ہؤا ہے وہ ایک خاص جماعت کی ہمت اشاعت قرآن کے شوق کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کسی نے اس مبارک کام کے لئے دل کھولکر میرا ہاتھ نہیں بٹایا۔ تاہم وہ ایک رفتار سے چل رہا ہے۔ اگر بخاری کی شرح کے لئے بھی وہی رنگ اختیار کیا جائیگا تو کچھ شک نہیں کہ اسی طرح نکلے گی۔ لیکن اگر پانچ سو آدمی اس کے معاون ہو جائیں تو یہ برابر شایع ہو سکتی ہے و باللہ التوفیق

اس لحاظ سے کہ اسکی شرح کا نمونہ معلوم ہو سکے۔ الحکم کی اگلی اشاعت میں نمونہ شایع کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

نیم کا صابن

ڈاکٹر ایشری پرشاد صاحب کے کارخانہ کا نیم کا صابن میرے پاس ایک بکس بھیجا گیا ہے۔ نیم کا درخت بہت ہی مفید درخت ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کارخانہ ادویات نیم کے اجرا میں بڑی اولوالعزمی سے کام کیا ہے۔ یہ صابن خوبصورت بکس میں بہت صفائی کے ساتھ رکھا گیا ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ نیم خون کی خرابیوں اور پھوڑے پھنسیوں کے لئے اصلاح کی خاصیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صابن مفید ہے۔ جو صاحب چاہیں کارخانہ ادویات نیم لاہور ڈاکٹر ایشری پرشاد سے منگوا لیں +

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے عمدہ ہے۔ آپ اصلاح وتلقین قوم کے کام میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کے پانچوں درسوں کے علاوہ آج کل آپ نے بخاری کا عام درس شروع کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس میں برکت دے۔ اور آپ کی عمر دراز کرے آمین +

۲۔ ۲۸۔ فروری ۱۹۱۳ء کو بعد نماز مغرب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے گھر میں اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے بیٹا پیدا ہؤا۔ ایڈیٹر الحکم اس روز قادیان سے غیر حاضر تھا۔

ایڈیٹر الحکم کے بچے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے تقریب پر الحکم کا خاص پرچہ شایع کیا۔

۳۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تعلیم الاسلام سکول کی ٹیم نے لاہور جاکر سرکل ٹورنامنٹ میں فٹ بال کی ڈھال جیت لی۔ اور خالصہ کالجیٹ سکول کو جو گذشتہ کئی سال سے کامیاب رہا تھا۔ اس مقابلہ میں شکست دی۔ انسپکٹر صاحب حلقہ نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ میں نے گورداسپور کے مقابلہ پر کامیابی کا اظہار کرتے ہوئے ایک فروگذاشت کی تھی جسکی اب تلافی کرتا ہوں اس ٹیم کے کپتان میرے محترم مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل وبرکات جن وجودوں کے ساتھ ہوں وہ جہاں جائیں کامیابی ان کے ساتھ ہے۔ گو اس کی شایاں اگر ہوں۔ میں صدق دل سے اپنے مخدوم کو ان کامیابیوں پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا وجود ان اعلیٰ کامیابیوں کے اظہار کا ذریعہ ہو جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول پر پہلے سے ظاہر کی تھیں۔

۴۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تشریف لے آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے لاہور میں تین لیکچر دیئے۔ ممکن ہؤا تو وہ تقریر حاصل کرنے کی کوشش کیجائیگی۔

۵۔ مطبع کی بعض دقتوں کی وجہ سے اخبار اور احمدی خاتون ابھی وقت پر شایع نہیں ہو سکتے۔ میں انتظام میں مصروف ہوں احمدی خاتون کا نمبر ۴۔ شایع ہو گیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ نمبر ۵ و ۶۔ اسی مہینے کے آخر تک شایع ہو سکیگا"

مُبارک

آج جمعہ کا روز ہے اور سبت کی رات یہ دونوں ہمارے لئے بڑی ہی مبارک درخوشی کو لے کر آئے ہیں۔ سبت ایک دن ہے جسکی عزت قرآن کریم میں ظاہر ہے۔ مگر وہ غیر قوم کو لگئے۔ جمعہ جو ہمارے لئے بڑا ہی مبارک دن ہے۔ اس مبارک دن میں اللہ تعالیٰ نے احمدی قوم کو ایک بازو عطا فرمایا۔ اور نبی احمد علیہ السلام حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا نتیجہ ظاہر ہؤا۔ یعنی آج کے مبارک دن میں حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد کے گھر میں بوقت سعید فرزند ارجمند پیدا ہؤا الحمد للہ کہ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا ہے "اہل وقار ہووے فخر دیار ہووے۔ حق پر نثار ہووے مولیٰ کے یار ہووے۔ با برگ و بار ہووے اک سے ہزار ہووے یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی"۔ پوری ہوئی آپ کے موجودہ درخشاں گوہر حق پر نثار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ خدا کے محض فضل سے ہم اس کے گواہ ہیں۔ آج دشمنوں کے گھر میں ماتم نظر آرہا ہے۔ اے اسلام کے منکرو۔ اے حضرت مسیح موعود اور اس کے متبعین پر جلدی سے کفر کا فتویٰ لگانیوالو! ہمارے دلوں میں اس لئے خوشی نہیں کہ ایک بچہ پیدا ہؤا۔ بلکہ ہمارے دلوں سے سچ پوچھو تو یہ اس لئے کہ منکران اسلام پر ایک اتمام حجت ہو گئی۔ خدا نے اس کی مدد کی جس کو تم نے کافر کہا۔ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان پورا ہؤا۔ اے احمدی جماعت تجھے اس نشان کے پورا ہونے پر ہم صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی دن کیلئے یہ اشعار کہے تھے۔

گرہے میں تونے سب دشمن اُتارے × ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل پہ میرے یہ لوگ ہارے × کہاں مرتے تھے پر تونے ہی مارے
شریروں پر پڑے انکے شرارے × نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی × فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ محض خدا کا فضل وکرم ہے کہ اس نے دشمنوں کے سر کو نیچا کیا۔ اس پاک انسان کو جو دنیا میں ابر رحمت بنکر اُٹھا۔ تمام دنیا میں عزت دی۔ آؤ لوگو آؤ اسلام کیطرف آؤ۔ دیکھو خدا کے کام رک نہیں سکتے۔ اس کا ایک مامور آیا۔ تم نے اُس کو جھٹلایا تمنے ان پر مقدمات بنائے۔ طرح طرح الزام لگائے مگر وہ نبی محمد صلے اللہ علیہ سلم کی طرح کہتا ہے کہ **اے مولیٰ ان کو ہدایت دے**۔ تم نے اس کے نشانات کو رد کیا کفر کیا۔ طاعون آئی۔ ٹرکی میں جنگ چھڑی۔ زلزلے آئے۔ لیکن تم نہ مانے۔ اب جبکہ وہ ہم میں موجود نہیں۔ جبکہ تمنے سمجھا کہ جادوگر تھا۔ اس کا جادو اس کے ساتھ چلا گیا۔ قرآن کبھی جھوٹوں سے محبت نہیں کرتا۔ آؤ تازہ نشان دیکھو اور اسلام لاؤ۔ خدا نے بچے کی دعاؤں کو سنا اور محض اپنے فضل وکرم سے یہ مولود مسعود عنایت فرمایا اس مولود کی آمد پر جو درحقیقت ایک نشان ہے ہم سچے دل سے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اور حضرت ام المومنین علیہا الصلوٰۃ والسلام اور حضرت قافلہ سالار ضعفاء اور مولود کی بیوی صاحبہ کو بھی اور حضرت نانی اماں کے حضور خصوصیت سے اور حضرت نواب صاحب قبلہ اور مولود مسعود کے نانا جان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اس موقعہ پر **خادم اہلبیت** یعنی شیخ اسمٰعیل صاحب مہاجر احمدی سرساوی خصوصیت سے حضور امیر المومنین اور اہلبیت کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اب اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں۔ اے خدا۔ اے رب السماء۔ اس مولود کو نافع الناس اور باپ ...... دادا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح رحیم اور کریم انسان بنانا۔ والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔ دین کا خادم دنیا پر لات مارنیوالا خالد کی طرح دعا کی تلوار چلانیوالا۔ اسلام کو دنیا کے تمام حصوں میں پہونچانے والا ہو۔ اے مالک السماء اس کو متقیوں کے لئے امام بنانا۔ اس کو آسمانی بادشاہت کے تخت پر بٹھانا۔ اخیر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مسیح موعود کی دعا اس مسعود کیلئے لکھوں:۔

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت × کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر × رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج افسر
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو × جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میری دعائیں ساری کریو قبول باری × میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

آمین ؔ

اے خاندان مسیح خدا نے تیرے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ جو اپنے اپنے وقتوں پر پورے ہو رہے ہیں۔ تمہاری دعائیں وہ سنتا ہے اور تم اس مقدس گھر کے رہنے والے ہو جہاں مسیح آیا۔ تمہارے در و دیوار سے وہ نور ضایع نہیں ہوگا۔

یہ غلامان اہلبیت آپ کے حضور عرض کرتے ہیں۔ آپ مقدس لوگ ہو آپ کے سر آستانہ رب پر گرے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے دعا ہو۔ تا ان کا بیڑا پار ہو۔

مدرسہ احمدیہ والے بھی اپنے ناظم کو اور حضرت ام المومنین کو اہلبیت [illegible] کو مبارکباد دیتے ہیں ہم بھی اللھم زد فزد

گذرانیدہ آل یعقوب شیخ [illegible] حالت کیا ہے؟ چندے کا کوئی باقاعدہ انتظام

کی طرح یہ بھی شایع ہوگی۔ پس اس کا یہی جواب دونگا کہ ترجمۃ القرآن اب تک بھی جسقدر شایع ہوا ہے وہ ایک خاص جماعت کی ہمت اشاعت قرآن کے شوق کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کسی نے اس مبارک کام کے لئے دل کھولکر میرا ہاتھ نہیں بٹایا۔ تاہم وہ ایک رفتار سے چل رہا ہے۔ اگر بخاری کی شرح کے لئے بھی وہی رنگ اختیار کیا جائیگا تو کچھ شک نہیں کہ اسی طرح نکلے گی۔ لیکن اگر پانچ سو آدمی اس کے معاون ہو جائیں تو یہ برابر شایع ہو سکتی ہے و باللہ التوفیق اس لحاظ سے کہ اسکی شرح کا نمونہ معلوم ہو سکے۔ الحکم کی اگلی اشاعت میں نمونہ شایع کردیا جائیگا۔ (انشاء اللہ تعالے)۔

نیم کا صابن

ڈاکٹر الہٰی پرشاد صاحب کے کارخانہ کا نیم کا صابن میرے پاس ایک بکس بھیجا گیا ہے۔ نیم کا درخت بہت ہی مفید درخت ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کارخانہ ادویات نیم کے اجرا میں بڑی اولوالعزمی سے کام کیا ہے۔ یہ صابن خوبصورت بکس میں بہت صفائی کے ساتھ رکھا گیا ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ نیم خون کی خرابیوں اور پھوڑے پھنسیوں کے لئے اصلاح کی خاصیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صابن مفید ہے۔ جو صاحب چاہیں کارخانہ ادویات نیم ڈاکٹر الہٰی پرشاد سے منگوا لیں +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے عمدہ ہے۔ آپ اصلاح و تلقین قوم کے کام میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کے پانچوں درسوں کے علاوہ آج کل آپ نے بخاری کا عام درس شروع کیا ہے۔ اللہ تعالے اس میں برکت دے۔ اور آپ کی عمر دراز کرے آمین +

۲۔ ۲۸۔ فروری ۱۹۱۳ء کو بعد نماز مغرب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے گھر میں اللہ تعالے کے فضل و کرم سے بیٹا پیدا ہوا۔ ایڈیٹر الحکم اس روز قادیان سے غیر حاضر تھا۔

ایڈیٹر الحکم کے بچے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے تقریب پر الحکم کا خاص پرچہ شایع کیا۔

۳۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تعلیم الاسلام سکول کی ٹیم نے لاہور جاکر سرکل ٹورنے منیٹ میں فٹ بال کی ڈھال جیت لی۔ اور خالصہ کالجیٹ سکول کو جو گذشتہ کئی سال سے کامیاب رہا تھا۔ اس مقابلہ میں شکست دی۔ انسپکٹر صاحب حلقہ نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ میں نے گورداسپور کے مقابلہ پر کامیابی کا اظہار کرتے ہوئے ایک فروگذاشت کی تھی جسکی اب تلافی کرتا ہوں اس ٹیم کے کپتان میرے محترم مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ہیں اللہ تعالے کے فضل و برکات جن وجودوں کے ساتھ ہوں وہ جہاں جائیں کامیابی ان کے ساتھ ہے۔ گو اس کی شانیں الگ ہوں۔ میں صدق دل سے اپنے مخدوم کو ان کامیابیوں پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا وجود ان اعلیٰ کامیابیوں کے اظہار کا ذریعہ ہو جو اللہ تعالے نے اپنے رسول پر پہلے سے ظاہر کی تھیں۔

۴۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تشریف لے آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے لاہور میں تین لیکچر دیئے۔ ممکن ہوا تو وہ تقریر حاصل کرنے کی کوشش کیجائیگی۔

۵۔ مطبع کی بعض دقتوں کی وجہ سے اخبار اور احمدی خاتون ابھی وقت پر شایع نہیں ہو سکتے ہیں انتظام میں مصروف ہوں احمدی خاتون کا نمبر ۴ شایع ہو گیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالے نمبر ۵ و ۶ اکٹھا مہینے کے آخر تک شایع ہو سکیگا۔

مبارک

آج جمعہ کا روز ہے اور سبت کی رات یہ دونوں ہمارے لئے بڑی ہی مبارک اور خوشی کی گھڑیاں ہیں۔ سبت ایک دن ہے جسکی عزت قرآن کریم میں ظاہر ہے۔ مگر وہ تو غیر قوم کے لئے۔ جمعہ جو ہمارے لئے بڑا ہی مبارک دن ہے۔ اس مبارک دن میں اللہ تعالی نے احمدی قوم کو ایک بازو عطا فرمایا۔ اور نبی احمد علیہ السلام حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ یعنی آج کے مبارک دن میں حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد کے گھر میں خوش بخت سعید فرزند ارجمند پیدا ہوا الحمد للہ کہ آج مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یہ کلمات "اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں۔ حق پر نثار ہوویں مولی کے یار ہوویں۔ بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی"۔ ایدی ہوئی آپ کے موجودہ درخشاں گوہر حق پر نثار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس دعا کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ خدا کے محض فضل سے ہم اس کے گواہ ہیں۔ آج دشمنوں کے گھر میں ماتم نظر آرہا ہے۔ اے اسلام کے منکرو۔ اے حضرت مسیح موعود اور اس کے متبعین پر جلدی سے کفر کا فتویٰ لگانیوالو! ہمارے دلوں میں اس لئے خوشی نہیں کہ ایک بچہ پیدا ہوا۔ بلکہ ہمارے دلوں سے سچ پوچھو تو یہ اس لئے کہ منکران اسلام پر ایک اتمام حجت ہو گئی۔ خدا نے اس کی مدد کی جس کو تم نے کافر کہا۔ آج مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نشان پورا ہوا۔ اے احمدی جماعت تجھے اس نشان کے پورا ہونے پر ہم صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسی دن کیلئے یہ اشعار کہے تھے۔

گر ہے یہی تو نے سب دشمن اُتارے × ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل پر میرے یہ لوگ ہارے × کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے انکے شرارے × نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی × فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ محض خدا کا فضل و کرم ہے کہ اس نے دشمنوں کے سر کو نیچا کیا۔ اس پاک انسان کو جو دنیا میں ابر رحمت بنکر اٹھا۔ تمام دنیا میں عزت دی۔ آؤ لوگو آؤ اسلام کیطرف آؤ۔ دیکھو خدا کے کام رک نہیں سکتے۔ اس کا ایک مامور آیا۔ تم نے اس کو جھٹلایا۔ تم نے ان پر مقدمات بنائے۔ طرح طرح الزام لگائے مگر وہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کہتا ہے کہ اے مولی ان کو ہدایت دے۔ تم نے اس کے نشانات کو رد کیا کفر کیا۔ طاعون آئی۔ ٹرکی میں جنگ چھڑی۔ زلزلے آئے۔ لیکن تم نہ مانے۔ اب جبکہ وہ ہم میں موجود نہیں۔ جبکہ تم نے سمجھا کہ جادوگر تھا۔ اس کا جادو اس کے ساتھ چلا گیا۔ قرآن کبھی جھوٹوں سے محبت نہیں کرتا۔ آؤ تازہ نشان دیکھو اور اسلام لاؤ۔ خدا نے بیٹے کی دعاؤں کو سنا اور محض اپنے فضل و کرم سے یہ مولود مسعود عنایت فرمایا اس مولود کی آمد پر جو درحقیقت ایک نشان ہے ہم سچے دل سے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور اور حضرت ام المومنین علیہا الصلوۃ والسلام اور حضرت قافلہ سالار ضعفاء اور مولود کی بیوی صاحبہ کو بھی اور حضرت نانی اماں کے حضور خصوصیت سے اور حضرت نواب صاحب قبلہ اور مولود مسعود کے نانا جان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اس موقعہ پر خادم اہلبیت یعنی شیخ اسمعیل صاحب مہاجر احمدی سرساوی خصوصیت سے حضور امیر المومنین اور اہلبیت کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اب اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں۔ اے خدا۔ اے رب السماء۔ اس مولود کو نافع الناس اور باپ ...... دادا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح رحیم اور کریم انسان بنانا۔ والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔ دین کا خادم دنیا پر آفتاب ہو۔ الاسلام کی طرح دعا کی تلوار چلانیوالا اسلام کو دنیا کے تمام حصوں میں پہنچانے والا ہو۔ اے مالک السماء اس کو متقیوں کے لئے امام بنانا۔ اس کو آسمانی بادشاہت کے تخت پر بٹھانا۔ اخیر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مسیح موعود کی دعا اس مولود مسعود کیلئے لکھوں۔

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت × کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر × رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج افسر
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو × جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میری دعائیں ساری کریو قبول باری × میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

آمین

اے خاندان مسیح خدا نے تیرے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں جو اپنے اپنے وقتوں پر پورے ہو رہے ہیں۔ تمہاری دعائیں وہ سنتا ہے اور تم اس مقدس گھر کے رہنے والے ہو جہاں مسیح آیا۔ تمہارے در و دیوار سے وہ نور ضایع نہیں ہوگا۔

یہ غلامان اہلبیت آپ کے حضور عرض کرتے ہیں۔ آپ مقدس لوگ ہو آپ کے سر آستانہ رب برگزیدہ ہوئے ہیں۔ ان کے لئے دعا ہو۔ تا ان کا بیڑا پار ہو۔

ملک رحمت احمد [illegible] والے بھی اپنے ناظم کو اور حضرت ام المومنین اور اہلبیت کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اللھم زد فزد

کمترین بندہ آل یعقوب بن شیخ محمود احمد احمدی قادیان مالک انوار احمدیہ پریس

مندرجہ ذیل کتابیں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھکر

مفت

منگوا کر واقفیت حاصل کریں آپ ان کو دیکھکر خوش ہوں گے

رسالہ امرت جس کے اندر دنیا میں نئی ایجاد۔ تقریبًا کل امراض کا ایک ہی علاج ہے مشہور و معروف اور عجیب دوائی

رجسٹرڈ امرت دھارا رجسٹرڈ

جو سرکاری رجسٹری ہو چکی ہے۔ مفصل بیان ہے آپ کے دیکھنے کے قابل ہے کس طرح ایک ہی دوائی اتنے فایدہ کر سکتی ہی دہوکہ سے بچو امرت دہارا کا نسخہ سوائے پنڈت جی کے کوئی نہیں جانتا۔

رسالہ امراض مخصوصہ مردان مردوں کی خفیہ امراض کے اسباب علامات اور علاج آجکل کی حالت کا مکمل فوٹو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ گم شدہ طاقت کے مایوس مریض اس کو پڑھ کر کہا کرتے ہیں کاش کہ ہم اس کو اول دیکھتے یہ چالیس صفحہ کا خوبصورت رسالہ بھی مفت ہے۔

فہرست ادویات دیش الکارک امرت دھارا اوشدھالیہ یہ فہرست ادویات کے نام اور ان کی صرف ضروری مختصر اوصاف بتلاتی ہے اس کے اندر طبی کتب مصنفہ شریمان کوی ونود پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا و ایڈیٹر اردو ہندی دیش الپکارک کی فہرست بھی موجود ہے۔

طبی اخبار دیش الکارک

اردو میں ہفتہ وار اور ہندی میں پندرہ روزہ ہے ہندوستان بھر میں کوئی طبی اخبار سوائے اس کے کوئی نہیں ہے جن کو ذرا بھی حکمت کا خیال ہے یا حکمت کے ضروری اصول جاننے کی خواہش ہے وہ دیکھتے ہی اس کے خریدار بن جاتے ہیں۔ نمونہ مفت ملتا ہے قیمت سالانہ ہے ششماہی ۱۲ سہ ماہی ۱۲ ار ہندی کی سالانہ قیمت ۱۲

نوٹ ایجنٹ ٹھنی میں بڑا فایدہ ہی ہمارے لائق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں۔

خط و کتابت و تار کا پتہ اتنا کافی ہی امرت دھارا لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی کوئی دہوکہ ہے ؟۔

معجون طلسمی قوائے تناسل کیوجہ سے ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون طیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فورًا رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلائے طلسمی پیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خود کشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں انشاءاللہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۶ ماشہ ۱۲

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دور رفع کرنیوالا اور قوت بصارت کو بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی

سنہ ۱۹۱۳ء

کافوری جنتری

نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے جس کا چکنا کاغذ خوشخط اور سندر لکھائی ہوا اور چھپی بھی صاف ہے یہ جنتری تصویر دار رنگین بلاقیمت و محصول بھی بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہیں اور ایک کارڈ پر متفرق جگہ کے دس شریف اور لکھے پڑھے ہوئے اشخاص کا نام اور پورا پتہ لکھ بھیجنے سے واپسی ڈاک سے جنتری آپ کی خدمت میں پہونچیگی +

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت نمبر ۶۵ اسٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی !

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہی۔ بچہ اگر تندرست نہ ہو اور بھوک تھک گئی ہو تو اس کو فورًا اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔

اس کے دودھ میں چند قطرے ملاکر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہی جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہی سامنے سے چھپا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن۔

صحت کس طرح حاصل کرنا

[illegible]

Doan's
Backache
Kidney
Pills Co's

[illegible]